بعالیخدمت

عالی جناب مولانا ابو الکلام آزاد صاحب

از مصنف

جان ۔ اے ۔ سبحان ڈی ۔ ڈی ۔

بشپ میتھوڈسٹ کلیسیائے جنوبی ایشیا

صداقت اسلام

یعنے

مذہبی صداقت کے سلسلہ میں پہلی کتاب

جسمیں

اسلام اور بانی اسلام پر تواریخی واقعات سے صحیح روشنی ڈالی گئی ہے

مرتبہ

ڈی۔ ڈی (امریکہ)
بی۔ ڈی (سہارنپور)

جناب پروفیسر جے۔ ایلوشیس سبحان صاحب بی۔ اے

ہنری مارٹین اسکول لاہور

سابق ڈائرکٹر صیغہ علوم مشرقیہ تھیولاجیکل سیمنری بریلی

بصرف ماسٹر ... طاہر پریس ۲۶ پارک سرکس کلکتہ میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

مذہب اسلام نے حق اور وحدانیت کی حمایت مین جو
کچھ کیا ہے وہ ہمیشہ صفحہ تواریخ پر چمکتا رہیگا۔ اور مخالفین کے
مٹائے ہرگز نہ مٹے گا۔ اسلام سے جسقدر فیض دیگر مذاہب
کو پہونچے ہین تواریخ اون پر شاہد ہے۔ مسیحیت جب خطرے
مین تھی اور عنقریب تھا کہ انسان پرستی و مریم پرستی اور بت
پرستی اور دیگر بدعتون کا مسیحیت شکار ہوجائے اوس وقت
اسلام کی پھیلتی ہوئی روشنی کا اثر تھا کہ یکے بعد دیگرے

یہ ترقی غالباً اوس حد تک بڑھتی جائیگی کہ آخرکار تمام دنیا کے لئے ایک ہی عالمگیر مذہب رہجائے گا- اور یہ وہ مذہب ہوگا کہ جس مین دیگر مذاہب کی صداقت کو اپنے اندر جذب کرنیکی گنجایش اور قوت ہوگی یہ مذہب نہ کسی خاص قوم نہ کسی خاص فرقہ کا بلکہ یہ عالمگیر مذہب دنیا کی تمام قومون کا ہوگا- اور تمام قومین اپنے اپنے مذہبی صداقتون اور خوبیون سے اسکو کامل کرین گی اسی واسطے خداوند مسیح کہتا ہے "مین منسوخ کرنے نہین بلکہ کامل کرنے آیا ہون" مین نے اسلام کو اوس نکتۂ خیال سے دیکھا ہے جس سے خداوند مسیح اگر زمانہ اسلام مین موجود ہوتا تو دیکھتا-

میرے مسیحیت کے بارے مین اپنے خیالات دوسری جگہ جمع کئے ہین جو عنقریب ہدیۂ ناظرین ہوگا- مین آخر مین اپنے اون عزیز دوستون کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون جنہون نے اس کتاب کی اشاعت اور صحت مین ہر طرح سے استعانت کی ہے- خصوصاً مین اپنے مہربان مولانا و مولوی علی احمد خان صاحب بدایونی -

بیشمار مصلحان دین پیدا ہوئے۔جن کی لگاتار کوششون
اور بے شمار قربانیون کا نتیجہ یھہ ہوا کہ فرقہ پروٹسٹنٹ
کی بنیاد پڑی۔ مذاہب کی موجودہ چھان بین ہم کو سکھاتی
ہے کہ ہم کسی دیگر مذاہب کی صداقت سے پریشان نہ
ہون کیونکہ یھہ خیال اب صرف جاہل قومون مین پایا جاتا
ہے کہ صرف ایک مذہب کلیتہً سچا ہے اور اوس کے
مقابل مین دیگر مذاہب باطل اور ضعیف انسانون کی
بے تکی کوشش کا نتیجہ ہین۔ بلکہ ہر عمدہ خیال خدا کیطرف
سے ہے ایک مذہب کا اثر دوسرے مذہب پر ضرور پڑتا
ہے اور ایک مذہب کی کوئی خاص خوبی دوسرے مذہب
کی روشنی مین اور بھی ترقی پاتی ہے۔ چنانچہ اسلام ہی
کو دیکھئے کہ جب مغربی فلسفہ کا رواج ہوا اور علماء اسلام
نے موجودہ سائنس کیطرف اپنی توجہ پھیری تو اہل اسلام
کے تعلیم یافتہ طبقہ مین مذہبی خیالات مین تبدیلی ہونا شروع
ہوئی مثال کے لیئے سید احمد کی تالیفات اوٹھا کر
ملاحظہ کیجیئے۔ زمانہ کی رفتار اور علم کی ترقی کیساتھ مذہبی
خیالات مین اعلیٰ تبدیل کا ہونا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صداقت کا طلوع اور ظلمت کا انتشار

ان الرسول لنور یستضاء بہ　　　مہند من سیوف اللہ مسلول

عرب کی سرزمین جو دنیا سے الگ ایک ریگستانی جزیرہ نما ہے اوسکی طرف دنیا کی سلطنتون نے کبھی للچائی ہوئی نگاہ سے نظر نہین کی تھی۔ سلاطین روم و فارس کو اوسکی طرف سے کامل اطمینان تہا کہ یہ غریب بدوی قوم کبھی فاتح کے لقب سے ممتاز نہین ہوسکتی کیونکہ ابتدائً عربی قوم ایک کمزور ناشائستہ اور جاہل قوم تھی اور عرب کی سرزمین تاریک تھی اور تاریک بھی ایسی کہ ہاتھ سے ہاتھ نہین سوجھائی دیتا تہا۔ بتون کے آگے سر جھکانا اور اون کو اپنا معبود گروانا سب سے بڑی عبادت شمار کیجاتی تھی۔ لڑکیون کو زندہ درگور کرنے کی رسم عمل مین لائی جاتی تھی۔ اوہام باطلہ صداقت علمی کا پایہ رکہتے تھے۔ باہم جنگ و جدل کر کے خون کی ندیان بہانا انسانی زندگی کا اعلیٰ مقصد تصور کیا جاتا تہا غرضکہ جہالت کی تاریکی نے اس خدائی زمین پر قبضہ کر رکہا تہا۔ ہر طرف ظلمت کی گھنگھور گھٹائین تہین۔ ماہتاب اور دیگر ستارہ ہائے آسمانی کالے بادلون کے پردون مین چھپے ہوئے تھے۔ ہر طرف ہولناک صورتین نظر آرہی تہین۔ نہ صرف عرب بلکہ چھٹی صدی مسیحی مین تمام دنیا کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی تھی۔ انسانی و حیوانی زندگی مین امتیاز مشکل معلوم ہوتا تہا۔ تمدن و اعلیٰ طرز معاشرت سے لوگ بالکل ناواقف تھے۔ موسویت کا خاتمہ ہوچکا تہا مسیحیت تقریباً خاک مین

عربک پروفیسر سنٹ جانس کالج آگرہ کا تہ دل سے مشکور ہون جنہون نے ازراہِ شفقت اس کتاب کو ملاحظہ کیا اور جا بجا تصحیح کر کے خاکسار کو مرہون منت کیا۔

ناظرین! جسطرح آپنے "صداقت اسلام" کو قبول کر کے صداقت کے اعلان کرنے مین خاکسار کی ہمت افزائی کی ہے۔ امید کہ اوسی طرح آپ اسکے دوسرے حصہ مسیحیت کو بھی ملاحظہ فرماکر کمترین کی بے لوث کوششون کی داد دین گے۔ فقط



کہ اسلام مسیحیت کو روحانی مصیبتوں سے نجات دینے کا ذریعہ بنے
تواریخ پر نظر دوڑاؤ اوس وقت تم کو معلوم ہو جائیگا کہ چھٹوین صدی کا زمانہ
پکار پکار کر ایک مصلح ایک رہبر کی ضرورت پیش کر رہا ہے۔ یورپ اور
ایشیا کے حالات پر نظر ڈالو تم کو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ ایک ہادی اقوام
کی ضرورت در پیش ہے۔ جو تاریخی دنیا کی امواج کا رخ پھیر دے۔
مگر خدا کا دریائے رحمت جوش پر آیا۔ تاریکی مین بھولے بھٹکے گمراہون
کیحالت۔ اقوام خوابیدہ کی غفلت۔ مظلومون کی آہ۔ بار عصیان سے
زمین کی چیخ نے عرش برین کو جنبش دی رحمت الٰہی نے پکارا "تاریکی
دور ہو"۔ یکایک کالے کالے بادل پھٹ گئے اور اون کو چیرتی ہوئی
ایک ایسی روشن بجلی کڑکی جسکی چمک سے چارون طرف چکا چوند ہو گئی
جسکی آواز نے لوگون کے دل دھلائے۔ بادل کافور ہوتے ہوئے نظر
آئے۔ تاریکی یکلخت دور ہو گئی اور خدا کی شمع نے مغرب سے مشرق تک
کل عالم کو منور کر دیا۔ یہ آواز اوس نبی عربی کی تھی جس نے کوہ صفا پر چڑھکر
اپنی قوم کو مخاطب کر کے پکارا۔ اَنَا نذیر العریان جب اس للکار
کو سن کر لوگ پہاڑی کے نیچے جمع ہو گئے آپ نے اپنا پیغام پہونچایا
اور اوس عذاب سے ڈرایا جو اون پر آنے والا تھا۔ اس بیکس و تن تنہا رسولؐ
پر نظر کرو۔ جب وہ کوہ صفا پر اپنا پیغام پہونچا کر نیچے آتا ہے۔ مخالفت کا
ایک طوفان بے تمیزی آپ کے چارون طرف برپا ہے۔ سب سے
پہلے آپکے چچا ابولہب نے مخالفت شروع کی آپ پر ایک پتھر مارا اور کہا

مل چکی تھی جس مذہب کے خداوند کو "زمین پر سر رکھنے کے لیے بھی جگہ نہ تھی" اوس کے خلیفہ محل شاہی اور قصر روم مین بیٹھکر خواہشات نفسانی کی پرستش مین مشغول تھے۔ مسیحیت مین افراط و تفریط حد سے تجاوز کر گئی تھی۔ حضرت مریمؑ کو صاف لفظون مین ایک فرقہ نے شامل تثلیت کر لیا تھا اوسی وقت سے حضرت مریمؑ کو کلیسای روم نے خدا کی مان کہکر پکارنا شروع کر دیا ہے۔ مسیح و مسیحی بزرگون کی مورتون کی علانیہ طور پر پرستش ہونے لگی صلیب واجب العبادت شمار ہونے لگا۔ گناہ کی معافی روپیہ کے ذریعہ سے فروخت ہونا شروع ہوئی۔ مسیحی خادمان دین کے لیے شادی ناجائز قرار دیگئی۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ حرام کاری نے کلیسا مین زور پکڑا روٹی اور شراب کا مجسم مسیح مین تبدیل ہوجانا اور اوسکا کہانا ذریعہ قربت الہی و فرض ٹھرایا گیا۔ اور کلیسا روم کا بشپ مسیح کا نائب قرار دیا گیا جنت و دوزخ کی کنجیان اوسکے سپرد کی گیئن اور گناہ معاف کرنے کا اختیار اوس کو بخشا گیا۔ اور اوسکی تمام باتین خطا سے بری مانی جانے لگی۔ مسیح کی سیدہی سادہی تعلیم کو لوگ بھول چکے تھے نسل ابراہیمؑ خدا کو فراموش کر چکی تھی۔ خدا کا وعدہ کہ "تیری نسل سے ساری قومین برکت پائینگی" جھوٹا ہوتا ہوا نظر آتا تھا۔ مگر مشیت ایزدی تھی کہ ایک مصلح قوم پیدا ہو۔ ایک ایسا ہادی دنیا مین جلوہ افروز ہو جو بگڑتی ہوئی دنیا کو سدہار دے۔ اقوام خوابیدہ کو جگا کر اون مین ایک نئی روح پہونکدے۔ غرضکہ تمام عالم کے لیے عموماً اور عرب کے لیے خصوصاً باعث رحمت ہو خدا کی مرضی تھی

پیش کیا تو اون لوگون کو بلا کسی پس وپیش کے آپ کا دعوی التسلیم کرنے مین کوئی مشکل نہ ہوئی۔ آخرکار پیغمبر عرب نے اون تاجرون اور زائرون کے سامنے اسلام پیش کیا۔ جو وقتاً فوقتاً مکہ آیا کرتے تھے قریش نے اس بات کو بھی پسند نہ کیا اور وہ اس بات کے بھی روادار نہ ہوئے کہ آپ کسی سے کلام کرین۔ مگر سبحان اللہ کیا تحمل تھا اور کیسی ہمت کہ آپ اپنے میشن سے ذرا بھی پیچھے نہ ہٹے۔ یہان تک کہ اہل مکہ نے آپ کے چچا ابوطالب کے پاس ایک وفد بھیجا اور کہا "ہم تیری ضعیفی اور عزت کا لحاظ کرتے ہین مگر ہمارے لحاظ کی بھی کوئی حد ہے۔ اب ہم مین زیادہ طاقت نہین کہ تیرے بھتیجے کی بدگوئیون کو سن سکین۔ جو وہ ہمارے معبودون کی نسبت کہتا ہے۔ پس یا تو تو اوس کو سمجھا یا علانیہ اوس کا ساتھ دے۔ تاکہ ہم تجھ سے لڑکر اس بات کا فیصلہ کرلین۔ یہان تک کہ ہم مین سے ایک فنا ہوجائے" یہ کہکر اہل وفد چلے گئے ابوطالب جو نہ یہ چاہتے تھے کہ لوگون سے دشمنی پیدا ہو۔ اور نہ اون کو اپنے بھتیجے سے جدا ہونا منظور تھا۔ اونھون نے پیغمبر عرب کو بلوا بھیجا اور اون کو سمجھایا کہ قریش تمھاری اور ہماری مخالفت پر تلے ہوئے ہین تم اپنے اس کام سے باز آؤ۔ ورنہ مین بھی تمھاری حفاظت سے دست بردار ہوتا ہون۔ رسول عربی نے بلا کسی خوف کے یون جواب دیا۔

"اے میرے چچا اگر قریش آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ پر اور

تباً لک لھذا دعوتنا سائر الیوم - کیا اسی لئے تونے ہم سبھون کو جمع کیا تھا اونٹ کی اوجھڑیان اور کانٹے آپ پر پھینکے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ لوگون کو اسلام کی تعلیم تلقین کر رہے تھے کہ ایک شخص نے آپکی پیٹھ پر ایک پتھر مارا اور کہا کہ "اس کذاب کی باتون کو ہرگز نہ سننا۔

آپ کا آنا گویا تقاضائے فطرت تہا اور آپ کی بعثت دراصل مشیت ایزدی کا نمونہ آپ کی تعلیم نے تواریخ کے امواج کا رخ پھیر دیا۔ دنیا کا رنگ بدل دیا۔ دنیا کی ساری قومین ظلمت سے نکل کر ترقی کے شاہراہ پر ہولین۔ زمانہ کی رفتار مین آناً فاناً مین تبدیلی ہونے لگی - آپ کی تعلیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر خدا کا بندہ اصلاح! اصلاح!! پکار اوٹھا۔ خدا کی وحدانیت اور بت پرستی کی تکذیب سے جنگل اور پہاڑ گونج گئے۔ عرب کی سرزمین مین ایک ہلچل مچگئی۔

شروع زمانۂ نبوت مین آپ کے ماننے والے صرف آپ کے چند رفقاء اور خاندان کے لوگ تھے۔ سب سے پہلے آپکی نبوت کا اقرار کرنے والون مین آپ کی زوجۂ اولیہ حضرت خدیجہؓ۔ حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور عبد اللہؓ ابن ابو قحافہ۔ عثمانؓ بن عفان۔ عبد الرحمنؓ بن عوف سعد ابن ابی وقاص۔ زبیرؓ بن عوام اور آپ کا غلام زیدؓ بن حارث ہین - یہ وہ لوگ تھے جو آپ کی زندگی سے کامل طور پر واقف تھے۔ جنہون نے آپ کی گذشتہ چالیس سال کی زندگی دیکھی تھی۔ اور جب اون کے سامنے بانیٔ اسلام نے اپنا دعوی

آسیب کے قبضہ مین ہے۔ تو ہم ڈاکٹرون اور عاملون کو بلائین گے اور اونھین زرکثیر دین گے کہ وہ تجھ کو تندرست کر دین۔"

آنحضرت۔ اے ابو ولید کیا تو نے اپنی باتین ختم کر لین۔

عتبہ۔ ہان۔

آنحضرت۔ "تو سُن" اور پھر آپ نے قرآن شریف کی یہ آیتین پڑھنا شروع کین۔

حٰمٓ۔ تَنزِیلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُونَ بَشِیرًا وَّنَذِیرًا فَاَعْرَضَ اَکْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُونَ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِیٓ اَکِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَآ اِلَیْهِ وَفِیٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَبَیْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُونَ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِیمُوٓا اِلَیْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِینَ۔

پھر آپ نے فرمایا "اے عتبہ تو نے سُن لیا۔ اب تو اپنا راستہ لے اور جو تجھے مناسب معلوم ہو وہ اختیار کر۔"

پھر دوسری مرتبہ قریشیون کا ایک گروہ آنحضرت کے پاس عزت و دولت اور مرتبہ کا وعدہ لے کر آیا۔ آپ نے جواب دیا۔

"نہ مین عزت چاہتا ہون نہ مرتبہ اور نہ دولت کا خواہشمند ہون نہ سلطنت کا۔ مین خدا کا رسولؐ ہون۔ اوس نے مجھے بھیجا ہے۔ تاکہ لوگون کو اوس کا پیغام سناؤن۔ مین تمھین اوس کے عذاب

ماہتاب کو بائین ہاتھ پر رکھدین اور مجھ کو میرے کام سے باز رکھنا چاہین مین سچ کہتا ہون۔ کہ اِس تبلیغ حق سے ذرا بھی پیچھے نہ ہٹون گا۔ جبتک کہ خدا کا پیغام لوگون کو نہ پہونچ جائے۔ یا مین اپنی کوشش مین فنا نہ ہوجاؤن"۔ ابوطالب نے جواب دیا "خیر جو بہتر سمجھو کرو۔ مین ہرگز تم کو نہ چھوڑون گا"۔

ایکمرتبہ قریش مین سے مخالفین کا ایک گروہ آپ کے پاس آیا جسمین سے عتبہ بن ربیعہ آپ سے اِس طرح ہم کلام ہوا۔

عتبہ۔ اے ابن اخی تو اپنے صفات اور نسل کے اعتبار سے ہم مین افضل ہے۔ مگر تو نے ہم لوگون مین نفاق کا بیج بُویا ہے۔ اور تو ہمارے معبودون اور بتون کی توہین کرتا ہے ہم تیرے سامنے چند باتین پیش کرتے ہین اگر تجھے پسند آئین تو اختیار کر"۔

آنحضرتؐ۔ "اے ابو ولید کہو مین سنتا ہون"۔

عتبہ۔ اگر اس کارروائی سے تیری یہ خواہش ہے کہ تو دولت مند بن جائے۔ تو ہم تیرے لئے اِس قدر دولت جمع کرین گے کہ ہم مین سے کسی کے پاس نہ ہوگی۔ اور اگر تجھے عزت و مرتبہ کی آرزو ہے تو ہم تجھے اپنا سردار مقرر کرینگے۔ اور تیرے بغیر کوئی کام نہین کرینگے۔ اگر تجھے سلطنت کی خواہش ہے تو ہم تجھ کو اپنا بادشاہ بنائین گے۔ اگر تجھپر کوئی سایہ ہے اور تو کسی

حضرت بلال رضؓ کو سخت سے سخت عذاب دینا شروع کیا اور روزمرہ آفتاب کی تمازت مین جلتی ریت پر برہنہ پشت کے بل لٹا دیتا۔ اور آپ کے سینہ پر ایک وزنی پتھر رکھدیتا۔ آپ جب پیاس سے بیتاب ہوتے تو احد۔ احد پکارتے تھے۔ یہ سخت حالت آپ پر کچھ عرصہ تک برابر جاری رہی۔ آخر الامر حضرت ابوبکر رضؓ نے آپ کے عوض زر کثیر ادا کر کے آپ کو آزاد کر دیا۔
یسر اون کے زوجہ سمیا اور اون کے بیٹے عمار کو بہت سخت ایذا دے کر قریشیون نے شہید کر ڈالا۔ خبیب ابن عدی جو دغا سے قریش کے ہاتھ بیچ ڈالا گیا تھا سخت عذاب کے ساتھ واقعہ ہجرت کے بعد شہید کر ڈالا گیا۔ اور جب وہ آپ کے اعضا ٹکڑے ٹکڑے کر رہے تھے اور آپ سخت جان کندنی کے حالت مین تھے تو کفار نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا اس وقت بھی آپ یہ نہین چاہتے کہ محمدؐ آپ کی جگہہ پر ہوتے آپ نے جواب دیا۔
"مین اپنی اور اپنے خاندان اور اپنے لڑکون کی جان کے عوض مین اسقدر بھی گوارا نہ کرون گا کہ آنحضرت کے صرف ایک کانٹا چبھایا جائے" یہہ حالت تھی آنحضرت کے پیرو ونکی جان نثاری کی۔ (سوائے آخر الذکر واقعہ کے کل واقعات ہجرت سے پیشتر واقع ہوئے) اور آپ اکثر ان دردناک نظارون کے دیکھنے والے ہوتے۔ مگر اللہ رے ضبط و تحمل آپ ہمیشہ اپنے دشمنون سے

سے ڈرآتا ہون - اور اگر تم وہ پیغام جو مین لیکر آیا ہون قبول کروگے تو خدا تم پر اس جہان اور آیندہ جہان مین رحم کریگا - اور اگر تم میرے کلام کا انکار کروگے تو مین صبر کرون گا - اور اس کا فیصلہ خدا پر چھوڑ دون گا"

اس مرتبہ بھی لوگ مایوس ہوکر واپس چلے گئے - یہ سیدہا سادہا طریقہ تہا جس سے آپ نے اپنا میشن شروع کیا - اہل مکہ نے آپ کے ستانے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا بارہا آپ کے جان کے خلاف جلسے و کمیٹیان ہوئین - آپ کی ہجو مین شعراے عرب نے اپنی ساری شاعری صرف کرڈالی - لوگون کو آپ کے خلاف اوبھارنے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا - مگر اسلام لوگون کے دلون مین گھر کرتا گیا - آپ عرب کے بڑے اور شریف قبیلہ مین ہونے کے وجہ سے محفوظ رہے مگر آپ کے ہمراہیون کو سخت مصیبت کا سامنا تھا - ہر طرح کی تکلیفین اور مصیبتین اون کے لئے مہیا کی گئین - اون پر طرح طرح کے عذاب کئیے گئے - رمضا اور باثا کی پہاڑیان ان خوفناک نظارون کے مقام مشہور ہوئے - کوئی عورت یا مرد اگر اسلام قبول کرتا تو اوس کو تپتی ہوئی ریتون پر لٹاکر سخت سے سخت عذاب اوس پر کیا جاتا - اسلام کے پہلے موذن حضرت بلال حبشی نے جب آنحضرت کے دعوی نبوت کا اقرار کیا - تو آپ کے آقا امیہ بن خلف نے

رسولا منا نعرف نسبه وصدقه وامانته وعفافه فدعا الى الله لنوحده ونعبده ونخلع ماكنا نعبد نحن واباءنا من دونه من الحجارة والاوثان وامرنا ان نعبد الله وحده ولا نشرك به شئيا وامرنا بالصلوة والزكوة والصيام (فعدد عليه امور الاسلام ثم قال) وامر بصدق الحديث واداء الامانة وصلة الرحم وحسن الجوار والكف عن المحارم والدماء و نهينا من الفواحش وقول الزور واكل مال اليتيم و قذف المحصنات فصدقناه واتبعناه علے ما جاء به من الله تعالى نعبد الله تعالى وحده ولا نشرك به شئيا وحرمنا ما حرم الله علينا واحللنا ما احل لنا فعدی علينا قومنا فعذبونا وفتنونا عن ديننا ليردونا علے عبادة الاوثان من عباد الله تعالى وان نستحل ما كنا نستحل من الخبائث لما قهرونا وظلمونا وضيقوا علينا وحالوا بيننا وبين ديننا خرجنا الى بلادك واخترناك علے من سواك ورغبنا فى جوارك ورجونا ان لا نظلم عندك يا ايها الملك

" اے بادشاہ ہم ایک قوم جاہلون سے تھے کہ بتون کی پرستش کرتے تھے اور مُردون کو کھایا کرتے تھے - اور فواحش مین مبتلا تھے - اپنے ہمسایون کے ساتھ برائی کرتے اور ہم مین سے قوی ضعیف کا مال کھا جاتا - پس ہم اسی حالت

نرمی کا برتاؤ کرتے رہے۔ آخر آپ نے اپنے تھوڑے سے
مصیبت زدہ ساتھیون کو صلاح دی کہ وہ ہجرت کرکے
ابی سینا ملک حبش کو چلے جائین۔ جہان کا بادشاہ مسیحی اور پرہیزگار
ہے رفتہ رفتہ لوگون نے وہان ہجرت کرنا شروع کی اور اون کی
تعداد قریب تراسی[۸۳] مرد اور اٹھارہ[۱۸] عورتون تک پہونچ گئی۔
قریش نے یہان بھی ان کا پیچھا نہین چھوڑا۔ اور نہایت برہم
ہوکر ایک وفد شاہ نجاشی کی خدمت مین روانہ کیا کہ یہ مہاجرین
کا گروہ اپنے ملک سے باغی ہوکر آپ کے یہان پناہ گزین ہوا
ہے۔ لھذا ان مین سے ہر ایک کو بیدریغ تہ تیغ کیا جائے
شاہ نجاشی نے فوراً ان مہاجرینون کو بلایا اور اون سے
دریافت کیا کہ قریشی جو جرم ان پر عائد کرتے ہین کیا وہ
صحیح ہین۔ حضرت جعفرؓ ابن ابی طالب برادر حضرت علیؓ فوراً
آگے بڑھے اور مندرجہ ذیل لفظون مین جواب دیا جو
اسلام کی تعلیم کا نہایت برجستہ وعمدہ خلاصہ ہے۔ اور جس
کو مورخین اسلام نے ہمیشہ اون کے الفاظ مین تحریر کرنے
کا خیال رکھا ہے۔

ایھا الملک کنا قوماً اھل جاھلیۃ نعبد الاصنام
و ناکل المیتۃ و ناتی الفواحش و نسئ الجوار و یأکل
القوی منا الضعیف فکنا علی ذلک حتی بعث اللہ الینا

کیطرف خدا کی عبادت سے لوٹا ئین۔ پس جب اونہون نے ستایا اور ظلم کیا اور راستہ ہم پر تنگ کیا۔ اور وہ ہمارے اور مذہب کے درمیان حائل ہوئے۔ ہم تیرے ملک کیطرف چلے اور ہم اُمید کرتے ہین کہ تو اون کی ظلم سے ہماری حمایت کرے گا۔"

شاہ نجاشی اِس بیان سے نہایت متاثر ہوا اور فوراً اُنکو اپنے شہر مین رہنے کی اجازت دیدی۔ اور قریشی مایوس ہوکر واپس چلے گئے۔ آنحضرت اس وقت مکّہ مین چند ہمراہیون کے ساتھ مخالفون کی متحدہ کوشش کا سامنا کر رہے تھے۔ کون کہہ سکتا تھا کہ اسلام اپنے دشمنون کے حملون کے مقابل مین فتحمند نکلے گا۔ اس سے بڑھکر اور حیرت انگیز واقعہ کیا ہوسکتا ہے کہ تمام عرب کی کوششین آپ کے خلاف فضول اور رائگان ثابت ہوئین۔ دنیا مین بڑے بڑے فاتح گذرے ہین مگر کیا کسی نے بھی اس تنہائی و بیکسی کی حالت مین دنیا کی طاقت کے خلاف ایسی فتح حاصل کی ہے۔ کہ جس کا سہرہ آپ کے سر باندھا جاتا ہے۔ کوئی کیسا ہی دشمن کیون نہ ہوتا مگر جو صرف ایک مرتبہ صدق دل سے آپ کا کلمہ پڑھ لیتا ہمیشہ کے لئے آپ کا سچا شیدائی بن جاتا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ ابن الخطاب ایک نوجوان جوشیلے

پر یہان تک رہے کہ اللہ نے ہم لوگون مین اپنا رسول ص
بھیجا۔ جس کی نسب وسچائی و دیانت داری اور پرہیزگاری
سے ہم لوگ خوب واقف تھے۔ اوس نے ہم لوگون کو خدا
کی وحدانیت کی طرف بلایا اور اوس کی عبادت کی طرف متوجہ
کیا۔ اور ہم کو شرک وبت پرستی سے منع کیا اور ہم
کو حکم دیا کہ ہم تنہا ایک خدا کی عبادت کرین اور کسی کو اوس
کا شریک نہ ٹھرائین۔ اور نماز زکوۃ اور روزہ کا حکم دیا۔ سچ
بولنے اور اداے امانت ورحم کرنے اور پڑوسیون سے
نیک سلوک کا اور اون کے حقوق کا خیال رکھنے کا اور حلم کی
ہدایت کی اور منع کیا فحشات اور جھوٹی باتون سے اور
یتیمون کا مال کھانے سے ہم کو روکا پس ہم نے اوسکی
تصدیق کی اور اوس کی پیروی کی اور جو احکام اوس کے
پاس اللہ کی طرف سے آئے اون کو سچ جانتے رہے۔
ہم اوس خدا کی بندگی کرتے ہین اور اوس کو واحد جانتے
ہین۔ اور کسی کو اوس کا شریک نہین ٹھراتے ہین۔ اور جو
کچھ اللہ نے ہم پر حرام کیا اوس کو حرام اور جو کچھ حلال کیا ہے
اوسکو حلال جانتے ہین۔ اس لئے ہماری قوم کو ہم سے
دشمنی۔۔۔ اور اونھون نے ہم کو عذاب دیا اور وہ رخنہ انداز
ہوئے۔ اور وہ چاہتے ہین کہ ہم کو بتون کی پرستش

پھر کیا تھا حضرت عمرؓ کے تن و بدن مین ایک آگ سی لگ گئی۔ اور غصہ مین نہایت بیتاب ہوکر اپنی بھن کے گھر کیطرف چلے یہان حضرت خبابؓ ابن لارات قرآن شریف کی ایک نئی سورت دونون کو پڑھ کر سنا رہے تھے حضرت عمرؓ کی آہٹ پاتے ہی آپ کی ہمشیرہ فاطمہ نے اوس تحریر کو چھپانے کی کوشش کی۔ حضرت عمرؓ نے گھر مین داخل ہوتے ہی سوال کیا کہ "ابھی تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے" آپ کی ہمشیرہ نے ہرچند بات ٹالنے کی کوشش کی مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ آخر غصہ مین بیتاب ہوکر حضرت عمرؓ دونون میان بی بی پر جھپٹ پڑے۔ اور خوب زدوکوب کرنا شروع کیا۔ فوراً ان دونون نے اقرار کیا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہم دونون بیشک مسلمان ہین۔ اور اپنے عقیدے سے ہرگز باز نہین آئین گے۔ اگر تیری مرضی ہو ہم لوگون کو ہلاک کر" آخر جب حضرت عمرؓ نے اپنی بھن کو لہو سے تر دیکھا فوراً ترس آیا اور اپنے اس جلدی پر نہایت پشیمان ہوئے۔ اور اوس تحریر کے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ جب آپ نے یہ وعدہ کر لیا کہ آپ اوس کو تلف نہ کرین گے۔ تحریر نکالی اور آپ کو پڑھ کر سنائی گئی۔

شخص تھے۔ اور آپ آنحضرتؐ کے سخت دشمنون مین شمار
کئے جاتے تھے۔ مگر آپ نے جو اسلام کی خدمتین کی ہین
وہ ہمیشہ صفحۂ تاریخ پر چمکتی رہین گی۔ آپ کے اسلام لانے
کی کیفیت بھی نہایت عجیب و غریب ہے۔ ایک مرتبہ آپ
نہایت غصّہ مین بغرض ایذا رسانی رسولؐ عربی جا رہے
تھے کہ راستہ مین آپ کے ایک رشتہ دار سے ملاقات
ہوئی جنہون نے آپ کی یہہ حالت دیکھ کر استفسار کیا۔
اُے عمرؓ تیری یہ کیا حالت ہے اور کدہر کا ارادہ ہے۔

عمرؓ۔ مین محمدؐ کی تلاش مین ہون۔ اور مین ضرور ادسے
آج قتل کرون گا۔

نعیمؓ۔ تو غصّہ سے اندہا ہو رہا ہے۔ اگر تو محمدؐ کو قتل
کریگا۔ تو سارا بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب
تیرے دشمن ہوجاوین گے اور تجھ سے قصاص
لینگے۔ تیرے لئے مناسب ہے کہ تو پہلے
اپنے گھر کی خبر لے۔ اور اپنے خاندان کے
اول ادن لوگون کو سمجھا جو باپ۔ دادے
کے دین سے پھر گئے ہین۔

عمرؓ۔ وہ کون ہین۔
نعیمؓ۔ تیری بہن فاطمہ اور اوس کا شوہر۔

لا اِلٰہَ اِلّا اللہ محمدٌ رسول اللہ آپ نے فرمایا کہاں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اون کی بارگاہ مین لیچلو کہ مین گذشتہ گناہون سے توبہ کرکے آپ کے دست مبارک پر ایمان کا اقرار کرون اور آپ اس صورت سے آنحضرتؐ کی بارگاہ کی طرف چلے کہ آپ کے ہاتھ مین ننگی تلوار تھی جس سے آپ نے حضرتؐ اور آپ کے اصحاب کا سر تن سے جدا کرنے کا ارادہ کیا تھا جب بارگاہ نبویؐ پر پہونچے یہ چھوٹی سی جماعت نماز کی تیاری کر رہی تھی حضرت عمرؓ کو اس حالت مین آتے دیکھکر ایک کھلبلی سی مچگئی۔ اور لوگون پر ایک دہشت سی چھا گئی۔ آنحضرتؐ فوراً نکلے اور کہا۔ اے عمرؓ کیا حالت ہے۔ حضرت عمر نے فوراً دست مبارک پر بوسہ دیا اور حلقۂ اسلام مین داخل ہونے کی آرزو ظاہر کی تمام مسلمانون نے خدا کا شکر ادا کیا اور وہ اس وقت سے لیکر آخر دم تک اسلام کے بڑے حامی و پشت پناہ بنے رہے۔

قریش کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اون مین ایک سنّاٹا سا چھا گیا اور نہایت حیرت زدہ ہوئے۔ اور ہمہ تن اسلام کو نیست کرنے کی فکر مین لگے رہے اور مضبوط ارادہ کرلیا کہ آئندہ اسلام کو برباد کرکے آرام کرینگے۔ ہر قبیلہ اور ہر گروہ اسلام کے خلاف اپنی اپنی کارروائیون مین مصروف ہوگیا

طٰہٰ - مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى - اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى
تَنۡزِيۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ الۡعُلٰى - اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى لَهٗ
مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَمَا تَحۡتَ الثَّرٰى وَاِنۡ تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ
فَاِنَّهٗ يَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفٰى اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى -

اس واسطے ہم نے قرآن کو نہین اوتارا کہ تو محنت مین پڑے - مگر یہ نصیحت ہے اوسکے واسطے جس کو ڈر ہے - اوس کو اوتارا ہے اوس خدا نے - جس نے زمین اور بلند آسمان بنائے وہ بڑی رحمت والا خدا - عرش پر قایم ہے - آسمان و زمین مین اور اون دونون کے درمیان اور نرم زمین کے نیچے جو کچھ ہے اوسی کا ہے - اور اگر تو بات کہے پکار کر بولے تو اوس کو تو پوشیدہ کی خبر ہے - اللہ کے سوائے بندگی کے لایق کوئی نہین ہے - اور سب نام پسندیدہ اوسی کے ہین" یہ کلام عجب جادو بھرا ہوا تھا کہ جون جون آپ سنتے جاتے تھے آپ کی حالت بدلتی جاتی تھی - اور آپ پر ایک رقت سی طاری ہو رہی تھی - یہان تک کہ جون ہی آپ نے سنا اللہ لا الٰہ الا ھو له اسماء الحسنیٰ - فوراً کہہ اوٹھے - کیا ہی عمدہ اور اعلیٰ مرتبہ کا کلام ہے - یہ سنتے ہی جناب خبابؓ جو چھپے ہوئے کھڑے تھے فوراً نکل آئے اور کہا کہ اے عمرؓ کھوا

ہوگا۔ کہ آنحضرت اب اپنے ارادے سے باز آجائینگے
اور اپنے مشن کے لئے اپنے قبیلوں کی سختی ہرگز گوارا
نہ کرین گے۔ مگر آپ کو یقین واثق تھا کہ آپ خدا کے
رسولؐ ہین۔ آپ اِن مشرکین وکفار قریش کے لئے خدا
کی وحدانیت کا پیغام لیکر آئے تھے اور ضرور تھا کہ وہ پیغام
اون تک پہونچایا جاتا۔ بہرحال شعب کی گھاٹی مین لوگون
کی حالت نہایت خراب ہونے لگی۔ اون کے غلے ختم ہونے
پر آگئے۔ فاقہ کی نوبت پہونچ گئی۔ قریش کے چند شرفاء
کو جب یہ حالت معلوم ہوئی وہ اپنی اس بے انصافی پر نہایت
نادم ہوے اور ہشام بن عمرو نے زبیر بن ابوامیہ کے ساتھ ملکر
بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کی قریشیون سے صلح کرادی
اس واقعہ کے دوسرے سال آنحضرتؐ کے لئے پھر
مصیبت کا سامنا تھا کہ پہلے آپ کے سر سے آپ کے
چچا ابوطالب کا سایہ اوٹھ گیا جنہون نے بظاہر اب تک آپکی
حمایت کی تھی۔ اور آپ کا ساتھ دیتے رہے تھے۔ اور
اسی سال آپ کی بی بی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا انتقال ہوگیا
آپ نے اس تنہائی مین مکہ کے چارون طرف مایوسی کی
نگاہ ڈالی۔ چند دوستون کے ساتھ ہزارہا مخالفین کے
مقابلہ مین آپ کیا کرسکتے تھے۔ آپ مکہ سے طائف کو جو قریب

اور صرف موقعہ کی تاک مین تھے۔ آخر تمام قریشیون
نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف سازش کی
اور ایک عہد نامہ لکھ کر کعبہ پر آویزان کردیا جسکے روسے
کوئی قریشی بنی ہاشم یا بنی عبدالمطلب کے کسی شخص سے
کسی قسم کی راہ ورسم نہ رکھے اور نہ اون سے لین دین
یا خرید وفروخت کرے۔ بنی ہاشم وبنی عبدالمطلب کے
مسلم وغیر مسلم دونون کے لیئے نہایت نازک وقت تھا
اون لوگون نے خیال کیا کہ شاید قریش اون پر حملہ کرنے
کی غرض سے یہ چال چل رہے ہین۔ اور اِس اندیشہ سے
اون لوگون نے شہر چھوڑ کر گھاٹی مین ایک جگھہ رہنا
مناسب سمجھا۔ دونون قبیلے مع آنحضرت اور آپ کے چند
اصحاب کے شعب کی گھاٹی مین غلہ وغیرہ لے کر قلعہ بند
ہو گئے۔ سامان خوردونوش اِن کے پاس کافی نہین تھا
اور قریبًا تین سال تک اسی طرح محصور پڑے رہے۔ اور
اس عرصہ مین آنحضرت کو اسلام کی تعلیم تلقین کرنے کا موقع
بہت کم ملا۔ اگر کبھی آپ موسم حج مین کسی زائر سے
گفتگو کرتے تو ابوجہل جو آپ کا سخت دشمن تھا آپ پر
پتھر پھینکتا اور چلاتا کہ "یہ کذاب ہے اس کی کوئی بات
ہرگز نہ سننا"۔ دشمنون نے اپنے دل مین یہ خیال کیا

"اے رب العالمین۔ مین اپنی کمزوری اور خواہشون کی زیادتی کی شکایت تیری درگاہ الٰہی مین لایا ہون۔ مین تیرے بندون کی نظر مین ایک حقیر چیز ہون۔ اے ارحم الراحمین۔ تو مجھے مت چھوڑ۔ مجھے میرے دشمنون کا شکار مت بنا۔ کاش کہ تیرا غصہ مجھ پر نازل نہو۔ میری مشکلون کو آسان کر۔ تیرے سواے کوئی طاقت اور مدد نہین۔"

یہان سے آپ بحالت مایوسی و غمناک واپس چلے اور کوہ حرا پر ٹھیرے پہلے اخنس بن شریق کے پاس ایک شخص کو بھیجا مگر اوس نے آپ کو قبول کرنے سے اور آپ کو اپنے گھر مین جگہ دینے سے انکار کیا پھر اُس کو سہیل بن عمرو کے پاس روانہ کیا۔ اوس نے آپ کی حفاظت اپنے ذمہ لی۔ اور قریشیون سے کہا۔

"اے اہل قریش مین نے محمدؐ کو اپنی حفاظت مین لیلیا ہے۔ تمھین آگاہ کردیا جاتا ہے کہ تم مین سے کوئی شخص آپ کی طرف آنکھ بھر کر نہ دیکھے۔"

طائف سے واپسی کے بعد بھی آپ نے اپنی کوشش مین کسی طرح کمی نہین کی۔ اور خدائی وحدانیت کے اعلان سے کسی طرح نہین جھجکے۔ دشمنان اسلام نے

آپ کے پیغام کو سنین اور اسلام کی طرف رجوع لائین۔ مگر یہان بھی مخالفون نے آپ کو دم نہین لینے دیا۔ آپ کے جان کے خواہان ہوئے۔ آپ کے ہمراہ صرف آپ کا آزاد کردہ غلام زید تھا۔ آپ نے وہان سے بھاگ کر بچ نکلنے کی کوشش کی۔ جب آپ شہر سے چلے تو بد معاشون کے ایک گروہ نے آپ کا تعاقب کیا۔ آپ کو صرف بُرا بھلا کہنے ہی پر اوس گروہ نے اکتفا نہین کیا بلکہ آپ پر پتھرون کی بوچھار کرنا شروع کردی۔ آپ کی اس وقت کی حالت نہایت دردناک ہے۔ تیرہ سو برس پیشتر کا مصلح۔ عرب کا رسولؐ۔ خدا کی وحدانیت کے اعلان کرنے کے جوش مین لوگون کو سمجھاتا ہے۔ مگر اس کے جواب مین اس پر پتھرون کا مینھ برسایا جاتا ہے۔ آپ کی اس وقت کی یہ حالت تھی کہ آپ کے پیرون سے برابر خون جاری تھا۔ اور پیشانی خون آلودہ ہورہی تھی۔

چند میل تک ان بد معاشون نے آپ کا پیچھا کیا۔ آخر جب آپ کو ذرا مہلت ملی تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور اپنے خون آلودہ ہاتھ اوٹھا کر درگاہ خداوند رحیم مین یون دعا مانگنی شروع کی۔

حضرت عباس کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اور اون لوگون کو اسلام کی تعلیم تلقین کی۔ اون لوگون نے آپ سے عرض کیا۔ "یارسول اللہ۔ آپ اپنے لئے اور خدا کے لئے ہم سے بیعت لیجئے" آپ نے ان سے اطاعت کا قول و قرار کرایا۔ اس وقت ان لوگون نے آپ سے دریافت کیا۔

"اگر خدا اور اوس کے رسول کی خاطر ہم اپنی جان دین تو ہمارا کیا اجر ہے"

آنحضرت - "ابدی خوشی"

اہل یثرب - "اگر تو کامیابی کے وقت ہم کو چھوڑ کر اپنے لوگون مین واپس چلا جائے۔

آنحضرت - (مسکراکر) "ہرگز نہین - ہرگز نہین - میرا خون تمہارا خون تم میرے ہو اور مین تمہارا"

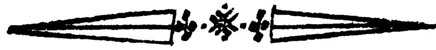
یہ تمام ماجرا نہایت اخاموشی مین رات کے تاریکی مین واقع ہوا۔ مگر قریشی جاسوس جو ہمیشہ آپ کے پیچھے لگے رہتے تھے - دور سے اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے - اونھون نے فوراً دم بھر مین اور تمام شہر مین مشہور کر دیا - اور آگ کی طرح یہ خبر سارے مکہ مین پھیل گئی - اب کیا تھا ظلم و مصیبت کے طوفان بے تمیزی کا منھ اہل مکہ نے آپ

بھی آپ کے خلاف کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔
ایک رات موسمِ حج مین آپ نے یثرب کے چند تاجرون
کے سامنے اسلام پیش کیا یہ تعداد مین چھ تھے۔ ان لوگون
نے اپنے ملک مین جا کر اپنے لوگون مین یہ خبر پھیلائی
کہ مکہ مین ایک نبی پیدا ہوا ہے۔ جو لوگون کو خدا کی
طرف بلاتا ہے۔ اور بتون کی پرستش سے روکتا ہے
دوسرے سال چھ اور شخص قبیلۂ اوس اور خزرج
کے آئے اور آپ کے سامنے ان لوگون نے یہ
قول و قرار کئے۔ جو بیعت عقبہ کے نام سے مشہور ہے
۱ ہم خدا کو واحد جانین گے۔ اور اوس کا کسی کو شریک
نہ ٹھہرائینگے۔ ہم چوری نہین کرین گے اور نہ زنا اور کسی
برائی کے مرتکب ہون گے۔ ہم اپنی اولادون کو قتل نہ
کرین گے۔ ہم غیبت اور چغلی سے پرہیز کرین گے اور اپنے
پیغمبر کی ہر نیک کام مین اطاعت کرین گے اور ہمیشہ
دکھ و سکھ مین اوس کا ساتھ دینگے۔ اس بیعت کے بعد
یہ لوگ یثرب واپس چلے گئے۔ اور وہان اسلام کی
اشاعت شروع کی دوسرے سال موسم حج مین قریبًا
پچھتر آدمی مکہ مین آپ کے پاس آئے۔ اور کچھ رات
گذرے اوسی خفیہ مقام کی پہاڑی پر آنحضرت اپنے چچا

مگر اس خوف سے کہ آپ کے قاتل اور اوسکے
قبیلہ سے بنی ہاشم آپ کے خون کا قصاص طلب کرینگے
ایک شخص کا آپ کو قتل کرنا مصلحت سے بعید سمجھا گیا۔
لہذا ہر قبیلہ سے ایک ایک نوجوان منتخب کیا گیا۔ تاکہ ہر
ایک قبیلہ آپ کے قتل مین شریک ہوجاسے۔ اور آئندہ
بنی ہاشم تمام قبیلون کے خلاف مقابلہ کی ہمت نکر سکین
اور اس کام کے لئے فوراً چند جوان تیار ہو گئے رات
کے وقت یہ سفاک جفاکار آپ کے مکان کے قریب آپ
کے قتل کے ارادے سے کھڑے ہو گئے۔ اب وہ وقت تھا
کہ آپ دشمنون کے زعم مین اون کی بغض و عداوت کا شکار
ہو چکے تھے۔ مگر خدائے کریم کو ابھی آپ کے ذریعہ سے دنیا
مین اپنی بہت سی قدرتون کا ظاہر کرنا منظور تھا۔ آپ نے
دشمنون کے منصوبون کو بیکار کرنا مناسب سمجھا اور حضرت علیؑ
کو اپنے بستر پر لٹا کر اپنی سبز چادر اونہین اوڑہادی
اور آنحضرت بخیر وعافیت دشمنون کے درمیان سے نکل کر
حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مکان پر پہونچے۔ اور اون کے
ساتھ اپنے وطن سے ہجرت کرکے مدینہ کی طرف چلے
راستہ مین اس خوف سے کہ مبادا دشمن آپ کا تعاقب کرین
غار ثور مین تین دن تک خفیہ قیام کیا۔ کون کہہ سکتا ہے

پر اور آپ کے ساتھیون پر برسانا شروع کردیا - اسلام کی سخت سے سخت مخالفت پر یہہ لوگ آمادہ ہو گئے - قریش یثرب کے قافلے بین گئے - اور اون لوگون کو طلب کیا جنھون نے رات کے وقت آنحضرت کے ساتھ عہد و پیمان کیا تھا - مگر یہان بھی انہین مایوسی ہوئی - آنحضرت نے خیال کیا کہ مبادا یہہ گروہ مخالفین میرے اصحاب پر ایکایک حملہ نہ کردے آپ نے اونہین صلاح دی کہ خفیہ طور پر رفتہ رفتہ مکّہ سے یثرب کو چلے جائین سنو خاندانون کے قریب ڈو ڈو تین تین افراد آہستہ آہستہ مکّہ سے یثرب کو چلے گئے - اب قریشیون نے اور بھی شور مچانا شروع کیا اور اس مخالفت کی آگ مین آپ تن تنہا مع حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ رہ گئے - قریش کو فکر ہوئی کہ کہین آپ بھی اپنے اصحاب کے مانند مکّہ سے نہ نکل جائین - اس اندیشہ سے ایک عام جلسہ دارالندوہ مین اہل مکہ نے منعقد کیا - جسمین ہر طبقہ اور ہر قسم کے لوگ جمع تھے - آنحضرت کے خلاف طرح طرح کے رزولیوشن پیش کیے گئے مگر کوئی بات عملی طور پر قرار نہین پائی - حبس الدوام - جلاوطنی وغیرہ پر طول طویل بحث کی گئی - آخر آپ کے قتل پر لوگ متفق ہو گئے

ہرچند قریش آپ کو تلاش کرتے کرتے غار ثور کے قریب تک جہان آپ پوشیدہ تھے پہونچ گئے اوس حالت مین حضرت ابوبکرؓ نہایت گھبرائے۔ مگر آنحضرتؐ نے فرمایا "یہان صرف ہم تم دو نہین بلکہ تیسرا بھی ہے۔ تم ہرگز نہ ڈرو خدا ہمارے ساتھ ہے"

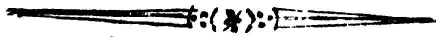


کہ بانی اسلام نے یہہ تمام مشکلات صرف اسلیئے برداشت کی ہونگی۔ کہ کوئی دنیاوی غرض آپ کے مدنظر تھی۔ ہرگز نہین۔ ہرگز نہین۔ آپ خدا کی وحدانیت اور قوم کی اصلاح کے جوش کے نشہ مین مخمور تھے۔ آپ کا ایک میشن تھا اور ضرور تھا کہ اوس میشن کو تمام مصیبتین جھیلتے ہوئے تمام آفتین برداشت کرتے ہوے آپ پورا کرین۔ بے شک آپ کے لیئے آسان تھا کہ قریشیون کے خیال فاصد کے شکار ہوکر تمام مصیبتون اور دقتون سے جو آپ کو زندگی مین پیش آئین۔ ہمیشہ کے لیئے آزاد ہو جاتے۔ مگر آپ نے خدا کے لیئے اور قوم کے اصلاح کی خاطر روزانہ اپنی زندگی مین مصیبتین سہنے اور تکلیف برداشت کرنے کو اوس ایک لحظہ کی قتل کی سختی اور تکلیف پر ترجیح دی۔ بالجملہ جب صبح کو قریش پر یہہ راز فاش ہوا اور بجاے آنحضرتؐ کے اونہین حضرت علیؓ مکان سے آتے ہوئے دکھائی دیے ان کی مایوسی اور ناامیدی کی کوئی حد نہ تھی۔ اونھون نے نہایت برہم و غضبناک ہوکر آپ کی تلاش مین مختلف طرف لوگ دوڑائے۔ اور آپ کے قتل یا گرفتاری کے صلہ مین بہت کچھ انعام مقرر کیا۔ تمام مکہ اور اوس کے اطراف و نواح مین آپ تلاش کیے گئے۔

اپنا بادشاہ بنانا چاہا تھا۔ غرضکہ اسلام کے
لئے ہر طرف مخالفت ہی مخالفت پیش آئی تھی۔ یہہ وہ وقت
تہا کہ آنحضرت اپنی چھوٹی سی جماعت سے مخالفون کا
تلوار سے مقابلہ کرتے یا باطل پرستی کے ماننے والون
کی طاقت کا شکار ہو جاتے۔ مگر ممکن نہ تہا کہ شرک اور
بت پرستی کیطرف سے فتح کا نعرہ بلند ہوتا اور راستبازی
عرب کی سرزمین سے فنا کردی جاتی۔ کیا فطرت کبھی
گوارا کرسکتی تھی کہ حق باطل ہوجائے۔ اور ناراستی فتحیاب
کیا یہہ ممکن تھا کہ شرک وبت پرستی فتحیابی حاصل
کرے اور راستبازی عرب کی زمین سے دور رہو۔ عرب
اپنے بے شمار سامان جنگ ومال ودولت وغیرہ پر
نازان تھے اور اون کو کامل یقین تہا کہ ہم ایک ہی
جنگ مین مسلمانون کا خاتمہ کردین گے۔ چنانچہ واقعہ
بدر مین جب ابوجہل لشکر قریش کو لیکر آپ کے مقابلہ
کے لئے چلا ہے تو اوس نے کامل یقین کے ساتھ یہہ
الفاظ کہے تھے۔ نقیم علیہ ثلاثا فننحر الجزر ونطعم الطعام ونسقی الخمر وتعزف
علینا القیان وتسمع بنا العرب ویمیل جمعنا فلا یزالون یہابوننا ابدا =
کہ آنحضرت کے لشکر کے قریب پہونچنے کے بعد ہم تین
دن قیام کرین گے۔ اور اونٹ ذبح کرین گے اور کہانا

مدینہ

فی فتیة من قریش قال قائلھم ببطن مکة لما اسلموا زولوا
زالوا فما زال انکاس ولا کشف عند اللقاء ولا معازیل



اسلام کو اپنے شروع زمانہ مین جو خطرناک راستہ طے کرنا پڑا ہے اوس کا کچھہ بیان گذر چکا - دشوار گذار گھاٹیان مخالفت کی آگ - عربون کے ظلم کا طوفان اسلام کو نیست و نابود کرنیکی کوشش - قریش کی تمام تدبیرین ختم ہوگیئن مگر حق سب پر غالب رہا - نعرۂ توحید سے دشت و جبل گونج اوٹھے - اسلام اپنی تھوڑے سے حمایتیون کو لیکر جب مدینہ آیا او سے اور سخت مشکلات درپیش ہوئین - قریش کا غصہ اور بھی زیادہ بھڑک گیا اور اب اونھون نے اپنی ساری قوت اسلام کے مٹانیکے لئے صرف کرڈالی - اور مسلمانون کا ایک خفیہ دشمن ان کے درمیان پیدا ہوگیا یہ مدینہ کی وہ جماعت تھی جو بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتی تھی اور باطن مین آپ کی دشمنی پر تلی ہوئی تھی - اونھین کو اصطلاح اسلام مین منافق کے لفظ سے پکارا گیا ہے اوران کا سردار عبداللہ بن ابی منافق تھا جسکو اہل یثرب نے

مکہ و مدینہ مین آنحضرتؐ کے ساتھ بہت سے ضعیف
مرد و عورتین اور معصوم بچے تھے جو آپ پر ایمان لاکر آپ
کے سچے جان فروش بن چکے تھے۔ وہ دشمنون کے
ظلم کا شکار ہونے کے لئے ہمہ تن تیار تھے کس انسانی
قاعدہ کی روسے آپ اون کو ایسی بیکسی کی حالت مین
چھوڑ سکتے تھے۔ آپ کیون کر گوارا کرتے کہ آپ کی یہ
مختصر جماعت جو خدا کی وحدانیت کا اقرار کر چکی تھی سطح
زمین سے نیست و نابود کردیجاتی۔ چنانچہ آیۃ قرآنی
اس بات پر شاہد ہے کہ جہاد بغرض حمایت اسلام ہے
وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء و
الولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھٰذہ القریۃ الظالم اھلہا واجعل
لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا اور تم کو کیا خوف ہے کہ تم اللہ
کی راہ مین اور اون کے لئے نہ لڑو جو مرد اور عورتین
مغلوب ہین اور کہتے ہین کہ اے رب ہمارے ہم کو
اس بستی سے نکال کہ یہان کے ساکن ظالم ہین اور
پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی مددگار۔
آنحضرت کی وہ دعا جو آپ نے بدر کے موقعہ پر مانگی
تھی کہ "اللھم ان تھلک ھٰذہ العصابۃ الیوم لا تعبد
اے بار خدایا اگر تو آج اس قوم کو ہلاک کر دیگا۔ تو تیری

کھائینگے اور شراب پئینگے - اور ہماری لونڈیان گیت گائین گی - اور عرب ہمارا چلنا اور جمع ہونا سنین گے - اور ہمیشہ ہم سے ڈرتے رہینگے -

غرضکہ اسلام کو اپنی مذہبی حمایت کی ضرورت سے متعدد لڑائیان اپنے دشمنون سے لڑنی پڑین ہم ان لڑائیون کی وجہ سے بانی اسلام کی ذات کو کسی طرح قابل اعتراض نہین ثابت کرسکتے کیا یہ دنیا کا قاعدہ نہین ہے کہ اگر ایک شخص کسیکو مارڈالتا ہے تو اوسکا انصاف کیا جاتا ہے عدالت اوسکی سزا تجویز کرتی ہے مگر مگر دوسرا شخص جو میدان جنگ مین سیکڑون کا خون بہا کر آتا ہے اوسکے لئے انعام مقرر کئے جاتے ہین اور بہادری کا خطاب پاتا ہے اور یہ اسوجہ سے کہ محض اہل الذکر کا فعل خودغرضی اور ذاتی منفعت پر منحصر سمجھا جاتا ہے اور آخر الذکر اپنے ملک اور اپنے وطن کے غریب اور کمزور باشندون اور بچون اور عورتون کی حمایت اور ملک کی آئندہ بہبودی و آزادی باقی رکھنے کے لئے اپنی زندگی کی پروا نہین کرتا - وہ اپنے ذاتی نفع کو نہین سوچتا وہ بےخطر دشمنون کے حلقے مین گھس جاتا ہے - اور اپنی جان خطرے مین ڈال کر سیکڑون کو مارتا ہے - اور آخر کار بہادری کا تمغہ حاصل کرتا ہے - یا اپنی جان اورون کے لئے کھو بیٹھتا ہے

الحاصل اس قسم کی بیشمار آیتین قرآن شریف مین
پائی جاتی ہین۔ جن سے یہ امر صریحاً واضح ہوتا ہے کہ اسلام
نے دین کے اشاعت کی ضرورت سے شمشیر چلانا تو در
کنار اون پر کسی قسم کا دباؤ کرنے تک کی اجازت نہین
دی۔ بلکہ لوگون کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ سورہ ق مین مسطور ہے
وما انت علیہم بجبار ج فذکر بالقران من یخاف وعید۔ تو اون پر
جبار نہین ہے (یعنی مشرکین پر) تو اون لوگونکو جو میرے
وعدہ عذاب سے ڈرتے ہین۔ قرآن کیساتھ وعظ کرتا رہ
۔ اور سورہ غاشیہ مین ہے۔ فذکر انما انت مذکر
لست علیہم بمصیطر ۵ تو نصیحت کر تیرا کام نصیحت کرنا ہے اور تو
اون پر داروغہ نہین ہے۔ اس قسم کی بیشمار آیتین قرانمجید
مین پائی جاتی ہین۔ جن مین بانی اسلام نے صرف
ناصح اور رسول ہونیکا دعویٰ کیا۔ اور اوسکے تسلیم کیلئے انسانی
قوت سے کسی طرح کام نہین لیا۔ افسوس ان سب باتون
کے ساتھ میرے مسیحی بھائیون کا اسلام پر یہہ اعتراض
لگانا کہ اسلام جبر و شدت سے پھیلایا گیا ہے۔ کس قدر
افسوسناک ہے۔

قرآن شریف سے یہ امر بخوبی واضح ہے کہ جہان کہین
اسلام نے تلوار اوٹھانے کی اجازت دی ہے۔ وہ محض

پرستش کرنے والا کون ہوگا۔ صاف صاف الفاظ مین پکار کر ظاہر کر رہی ہے کہ آپ نے صرف اوس چھوٹی سی جماعت کی حمایت مین تلوار کھینچی تھی جو خدائے واحد کے ماننے والی تھی اور جن کو برباد کرنے کے لئے عرب کی ساری قومین ایک طرف امادہ تھی۔ قرآن شریف کی بے شمار آیتون سے یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ اسلام نے مذہبی امور کی اشاعت کیلئے تلوار چلانے کی ہرگز اجازت نہین دی۔ دین کے بارے مین قرآن کا صریح حکم ہے لا اکراہ فی الدین فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا دین کے بارے مین زبردستی نہین۔ پس جو چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرلے قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر اے نبی کہدو کہ تمہارے رب کیطرف سے راہ حق ہے پھر جو چاہے ایمان لاوے اور جو چاہے انکار کرے۔ ناظرین اس سے بڑھ کر اور صریح ثبوت اس امر کا کیا ہوسکتا ہے کہ اسلام نے ہرگز اپنی اشاعت کے لئے تلوار اوٹھانیکی اجازت نہین دی۔ اسی کے مثل دوسرا حکم سورہ زمر مین آیا ہے قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ اے نبی کہدو مین صرف اللہ کی عبادت کرتا ہون۔ تم اوس کے سوا جسکی چاہے بندگی کرو

دینے کی اگر ضرورت ہو تو اپنی جان عزیز تک قربان کردے اور بنی نوع انسان کے لئے خدا کی سب سے بڑی شریعت یہی ہے۔

کفار عرب آنحضرت کی چھوٹی سی جماعت کو بلا قصور بلا وجہ دنیا سے مٹانے کے لئے تیار تھے۔ ان کا قصور تھا تو وہ یہی تھا کہ وہ خدا کی وحدانیت کا اقرار کرتے تھے۔ عرب کی جاہلانہ مراسم پر لات مار چکے تھے۔ اپنے عزیز و اقارب اور گھرون سے نکالے ہوئے تھے۔ چنانچہ سورہ حج کی مندرجہ ذیل آیت اس بات پر شاہد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝ اِۨلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيْزٌ ۝

ضرور اللہ تعالیٰ دشمنون کو ایمان والون سے دفع کر دیگا اللہ تعالیٰ کو کوئی دغاباز ناشکر پسند نہین۔ اون کو حکم ہوا ہے جن سے لوگ لڑتے ہین۔ اِس واسطے کہ اون پر ظلم ہوا اور اللہ اون کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ جن کو اون کے گھرون سے نکالا اور اون کو کچھ دعویٰ نہین اسکے سوا

مدافعت اعدا کی غرض سے ہے قرآن کی کسی آیت سے یہ ظاہر
نہین ہوتا کہ اسلام نے اسلیئے تلوار چلانے کی اجازت
دی ہو کہ کفار زبردستی مسلمان کیئے جائین۔ بلکہ یہہ وہ
غرض تھی جسکے لیئے جنگ سنہ ۱۹۱۴ع مین برطانیہ اور جسکے بعد
امریکہ کی مسیحی سلطنتون نے جرمنی کے خلاف تلوار کھینچی
اور اوس کو فتح کر کے راستبازی اور آزادی کی جیت جبرو
شدت پر ثابت کر کے دنیا کو دکھلا دیا۔ دنیا مین وہ کونسا
انصاف پسند شخص ہے جو انگلستان کو تعریف و تحسین
کی نگاہون سے نہین دیکھتا کیون کہ اوس نے غریب
بلجیم کی حمایت کے لیئے اپنے آپ کو قربان کر دینے پر
آمادہ کر دیا۔ وہ کون ہے جو وحشیانہ مسلہ بقائے اقوی
کو لغو ثابت ہوتا ہوا دیکھ کر اعلیٰ ہستی کی اعلیٰ طاقت اور
اوسکی وہ شریعت جو نوع آدم کے لیئے اوسنے مقرر کی
ہے اوس طاقت کو تسلیم نہین کرتا۔ بقائے اقوی کا مسئلہ
جنگلی جانور اور درندون کے لیئے ٹھیک ہے مگر انسان
اشرف المخلوقات کے لیئے اور ہی شریعت ہے۔ وہ
کمزورون کی حمایت مین اپنی جان تک کو دریغ نہین کرتا ہے
انسانی زندگی کا اصلی منشا یہ ہے کہ اورون کی خاطر جیسے
کمزورون کی حمایت ضعیفون کی مدد ڈوبتون کو سہارا

جماعت قلیل تھی تاہم ان کا ہر ایک سپاہی وفادار اور
سچا جان نثار تھا۔ اسلام نے ان کے قلب کو بالکل بدل
دیا تھا وہ اسلام کی خاطر اپنے رسولؐ پر جان ومال سب
قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ لڑائی سے پیشتر آپ نے
مہاجرین وانصار سے مشورہ کیا کہ ان کی کیا رائے ہے
مہاجرین کیطرف سے حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت
مقدادؓ بن عمرو ہر ایک نے کھڑے ہو کر جواب دیا کہ آپ جہان
جائین ہم سب آپکے ساتھ جانے کو تیار ہین۔ اور آپ
کی خاطر جانین قربان کرنے کے لئے کامل طور پر مستعد
ہین۔ حضرت مقداد نے جواب مین کہا یا رسولؐ اللہ امض
لما اراک اللہ فنحن معک واللہ لا نقول لک کما قالت بنو اسرائیل لموسی
اذہب انت وربک فقاتلا انا معکما مقاتلون۔ یا رسولؐ اللہ آپ
چلین ہم آپ کے ساتھ ہین اور خدا کی قسم ہم وہ نہ کہینگے
جیسا کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا کہ تو جا
اور تیرا رب تیرے ساتھ ہے۔ اور لڑ ہم یہان بیٹھے ہین
بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ آپ چلین اور آپ کا رب آپ کا
مددگار ہے اور ہم آپ کے ساتھ مل کر جنگ کرین گے"
مگر آپ کو خوف تھا کہ اس بے سروسامانی کے حالت مین
شاید انصار آپ کا ساتھ نہ دین یا شاید وہ یہ خیال کرین

کہ وہ کہتے ہین ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اگر اللہ ایک کو دوسرے
سے نہ ہٹاتا تو خانقاہین اور مدرسے اور عبادت خانے
اور مسجدین جن مین خدا کا نام لیا جاتا ہے ڈہائے جاتے
اور اللہ ضرور مدد کرے گا اوسکی جو مدد کرے گا۔ خدا کے حکم
کی بیشک اللہ زبردست اور زور والا ہے۔ اور سورہ توبہ
کی اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ابتدا کفار قریش
سے تھی۔ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا
بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ
اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
تم کیون نہ لڑو ایسے لوگون سے کہ جو توڑتے ہین اپنی
قسمین اور اس فکر مین رہتے ہین کہ رسول کو نکالدین
اور پہلی چہیڑ انہون نے ہی تم سے کی کیا تم اون سے ڈرتے
ہو۔ تم کو صرف اللہ کا ڈر چاہیے۔ اگر تم زیادہ ایمان رکہتے ہو
غرضکہ وہ وقت آگیا تہا کہ آنحضرتؐ دشمنون کا مقابلہ دست بدست
کریے سب سے پہلی بڑی اور مشہور لڑائی بدر کی
ہے۔ جسمین اہل قریش ایک لشکر جرار لیکر آنحضرتؐ کے
خلاف نکلے آپ اپنے صحابہ کے ساتھ جنکی تعداد صرف
۳۰۵ تہی اور جو دشمنون کے لشکر کل ۱/۳ حصہ تہا چشمہ بدر کے
قریب مقابلہ کے لئے خیمہ زن ہوئے اگرچہ مسلمانون کی

دشمنون سے ملین گے۔ شاید کہ اللہ ہمارے ذریعہ سے آپ کی آنکھین ٹھنڈی کرے۔ پس اے خدا کے رسولؐ خدا کی برکت کے ساتھ آپ چلین"۔ اوس وقت آنحضرتؐ اپنے صحابہ کے استقلال اور وعدہ جان نثاری سے نہایت خوش ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے کفار کے لشکر جرار پر نظر کی تو آپنے یہ الفاظ کہے۔

اللّٰھم ھذہٖ قریش قد اقبلت بخیلائھا وفخرھا تحادک وتکذب رسولک فنصرک الذی وعدتنی اللھم حنھم الغداۃ - اے اللہ یہ قریش کا گروہ ہے۔ جو اپنے لشکرون کے ساتھ اسلئے آیا ہے کہ تیرا مقابلہ کرین۔ اور تیرے رسول کو جھٹلائین تو میری مدد کر۔ جیسا کہ تو نے وعدہ کیا ہے۔ اے اللہ کل کے دن ان کو غمگین کر"۔ یہ الفاظ کیسے بیکسی کے حالت مین آپ کے دہن مبارک سے نکل رہے تھے۔ کیا یہ کلام اس امر پر شاہد نہین ہے۔ کہ زیادتی قریش کیطرف سے تھی پھر آنحضرتؐ نے خود اپنے دست مبارک سے صفون کو باہم ترتیب دیا۔ اور ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ ایک شخص آنحضرتؐ کے صحابہ مین سے تھے جن کا نام سواد تھا اپنی صف سے کچھ آگے کو نکلا ہوا تھا آنحضرتؐ نے اوس کے پیٹ کو نوکدار چھڑی سے چھو کر کہا استو یا سواد

آنحضرت جب تک مدینہ کے اندر رہین بیعت عقبہ کے
روسے ہم پر آپ کی حفاظت لازم ہے۔ اور شہر سے
نکلکر آپ کے ساتھ لڑنا ضروری نہین۔ اِسلئے آپ نے
مکرر مشورہ طلب کیا اور آپ کا اشارہ انصار کیطرف تہا
پس حضرت سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور انصار کیطرف
سے یون گویا ہوئے۔ یا رسول اللہ اٰمنا بك وصدقناك و
شهدنا ان ما جئت به هو الحق واعطيناك على ذالك عهودنا ومواثيقنا
على السمع والطاعة فامض يا رسول الله لما اردت فنحن معك فوالذي بعثك
بالحق لو استعرضت بنا هذا البحر فخضته لخضناه معك ما تخلف منا رجل
واحد وما نكره ان تلقى بنا عدونا غدا انا لصبر في الحرب صدق في اللقاء لعل
الله يريك منا ما تقر به عينك فسر بنا على بركة الله۔
یا رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائین ہین اور آپ کی تصدیق
کی ہے اور ہم نے گواہی دی ہے اور جو کچھ آپ کے پاس
حق کیطرف سے آیا اسپر ہم نے آپ کے ساتھ بسر و چشم
عہد و پیمان کیا ہے۔ پس اے رسول اللہ آپ چلین اور
ہم مین سے ہر ایک آپ کے ساتھ ہے اور جو کچھ آپ
لائے ہین وہ حق ہے تحقیق کہ اگر آپ ہمارے سامنے
سمندر پیش کرین ہم اوس مین آپ کے ساتھ گھس جائینگے
اور ہم مین سے کوئی شخص پیچھے نہ رہے گا۔ اور کل ہم

کہ آپ حق پر ہین - آپ نے دعا کے بعد حضرت
ابوبکرؓ کو خوشخبری سنائی ابشر یا ابابکر اتاک نصر اللہ
اے ابوبکرؓ خوش ہو کہ خدا کی مدد آگئی اور آپ نے میدان
جنگ مین آکر یون فرمایا - والذی نفس محمد بیدہ لا یقاتلہم
الیوم رجل فیقتل صابرا محتسبا مقبلا غیر مدبر الا ادخلہ اللہ الجنۃ
یعنی اوس ذات کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ مین محمدؐ کی جان
ہے کہ آج کے روز جو شخص جم کر لڑے گا - اور آگے بڑہتا
رہیگا - اور پیچھے نہ ہٹے گا - یہان تک کہ قتل ہوجاوے وہ داخل
جنت ہوگا - اوس وقت عمیر ابن حمام چھوارے کہا رہے تھے
پس فوراً اون کو پہینکدیا کہ کیا ہمارے اور جنت کے درمیان
یہی حجاب ہے کہ مین مارا جاؤن - اور تلوار لیکر لشکر قریش مین گھس
گئے یہان تک کہ شہید ہوئے - حضرت عوف ابن حرث
نے آنحضرت سے دریافت کیا ما یضحک الرب من عبادہ
اے رسول اللہ بتائیے کی کون سی چیز خدا کو خوش کرتی ہے
آپ نے فرمایا کہ دشمنون کے درمیان لڑتے ہوئے گھسجانا
پس فوراً آپنے اپنے دونون زرہون کو جو پہنے تھے اوتار
پہینکا اور تلوار ہاتھ مین لیکر لشکر قریش مین بے خوف گھسگئے
اور سخت مقابلہ کے بعد شہید ہوگئے -
ابن ہشام معاذ ابن عمرو کے متعلق رقمطراز ہے کہ لڑائی مین

اے سواد صف مین برابر ہو جا" سواد نے کہا۔

یا رسول اللہ اوجعتنی وقد بعثک اللہ بالحق والعدل فاقدنی۔

اے اللہ کے رسول آپ نے مجھ کو مارا ہے۔ اور در اصل آپ حق اور انصاف کے لئے آئے ہین مجھ کو آپ اس کا بدلہ دیجئے۔ آپ نے فوراً اپنا کرتہ اوتارا اور کہا۔ استقد مین حاضر ہون تو اپنا بدلہ لے لے۔ سواد آگے بڑھا اور اوس نے گردن خم کرکے آپ کے جسم شریف کو بوسہ دیا آپ نے فرمایا ما حملک علی ھذا یا سواد اے سواد تجھے کس امر نے اس حالت پر آمادہ کیا" سواد نے عرض کیا یا رسول اللہ مین نے خیال کیا کہ میرا آخری وقت آپہونچا ہے۔ مین اپنی آرزو پوری کرون۔ کہ کسی طرح میرے لب آپ کے جسم مبارک سے مس ہو جائین۔ اور اس غرض سے مین نے یہ حیلہ کیا۔ آپ نے سواد کو دعا دی۔ یہ تھے اپنے رسول کے سچے جان نثار آپ لشکر کو ترتیب دیکر عریش مین واپس گئے اور درگاہ جناب قاضی الحاجات مین دعا مانگنی شروع کی۔ اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ الیوم لا تعبد اے اللہ اگر تو ہلاک کردے گا۔ اس قوم کو آج تو تیرا پوچھنے والا کون رہے گا۔ آپ کو اپنی دعا کے قبولیت کا کامل یقین تھا۔ اور آپ واقف تھے

ہلاک کر۔ اور اوسکی یہہ دعا اوسی کے حق مین پوری ہوئی۔ مسلمانون نے ایک فتح عظیم حاصل کی اور ابوجہل مع دیگر سرداران قریش کے مارا گیا۔ اس جنگ مین قریش کے بڑے بڑے سردار ورؤسا قتل ہوئے جن کا ذکر حسان ابن ثابت نے اپنے ایک قصیدہ مین یون تحریر کیا ہے۔

فغادرنا اباجہل صریعا　　وعتبۃ قد ترکنا بالجبوب

وشیبۃ قد ترکنا فی رجال　　ذوی حسب اذا نسبو حسیب

جنگ ختم ہونے کے بعد آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ لاشون کو ایک خندق مین ڈالدیا جائے۔ بالآخر جب قریش کے سردارون کی لاشون کو کھینچکر ہر ایک کو گڑہون مین پھینک رہے تھے اوس وقت آنحضرتؐ اون کے قریب کھڑے ہوگئے اور لاشون کو مخاطب کرکے کہا۔ یا اھل القلیب ھل وجدتم ما وعدکم ربکم حقا فانی قد وجدت ما وعدنی ربی حقا۔

اے اہل قلیب کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچ پایا مینے تو ضرور اپنے رب کا وعدہ حق پایا اور آپنے رقت آمیز الفاظ مین اپنے اندرونی درد کا اظہار یون فرمایا۔ یا اھل القلیب بئس عشیرۃ النبی کنتم لنبیکم کذبتمونی وصدقنی الناس اخرجتمونی واوانی الناس قاتلتمونی و نصرنی الناس۔ افسوس تم اپنے نبی کے لئے برے گروہ مین سے تھے کہ تم نے مجھے جھٹلایا اور غیرون نے میری

آپ کا ایک ہاتھ کٹ کر صرف کھال کے سہارے لٹکتا رہگیا تھا - مگر وہ اس حالت مین بھی دشمنون کا مقابلہ بہادری کے ساتھ دست بدست کرتے رہے - اور وہ اس ہاتھ کو اپنے کندھے پر ڈال لیتے مگر جب اوسکی وجہ سے آپ کو زیادہ تکلیف ہونے لگی تو اوس ہاتھ کو پیر سے دبا کر توڑ ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے کھینچکر پھینک دیا - اور اس کے بعد معاذ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے - یہ تھی بہادری اور جان نثاری بانی اسلام کے پیروون کی - وہ کون سی قوت آپ کے اندر تھی وہ کون سا مقناطیسی اثر آپ کے اندر موجود تھا کہ جس نے لوگون کو آپ کا اس قدر گرویدہ کر رکھا تھا آپ کے ساتھ ایسے لوگون کی جماعت تھی کہ جن مین سے بہتون نے آپ کی خاطر اپنا گھر - مال اور خویش و اقارب سب کو ترک کر دیا تھا - اور جب آپ نے انکو اپنی زندگی کی قربانی پیش کرنے کے لئے بلایا فوراً بخوشی خاطر ان مین سے ہر ایک تیار ہوگیا -

دوسری طرف لشکر قریش مین ابوجہل بھی دعا مانگ رہا تھا اللھم اقطعنا الرحم واتانا بما لا یعرف فاحنہ غداۃ یعنی اے اللہ جسنے ہمارے درمیان قطع رحم کیا اور وہ ایسی شے لایا کہ ہم اوس کو نہین پہچانتے (مراد اسلام) تو کل کے روز اوسے

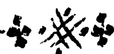
کیون نہین روتی تو اوس نے جواب دیا کہ مین نہین روونگی جب تک تم محمّد اور اوس کے ساتھیون کے ساتھ جنگ کرنے کے لیئے نہ نکلو۔ اگر آنسو میرے سینہ سے غم کو دھو سکتے۔ تو مین بھی روتی۔ مگر ہندہ کے درد و غم کو کوئی رونا دور نہین کرسکتا۔ اب کفار قریش آنحضرت کے اور بھی سخت دشمن ہو گئے۔ اور اسلام کے برباد کرنے کیلئے ہر طرح کی نازیبا حرکات کرنی لگے یہودیکو آپ کے خلاف اکسانا شروع کیا اور راتون کو آکر چھاپا مارنے لگے۔ جب انہین موقعہ ملتا تو غریب کسان اور چرواہون کو قتل کر کے مویشی وغیرہ لوٹ لیجاتے۔ لہذا مسلمانون کو اب ہمیشہ چوکنا رہنا پڑتا۔ جب کبھی وہ سنتے کہ دشمن کسی مقام پر جمع ہو رہے ہین فوراً مسلمانون کی ایک جماعت روانہ ہوتی تاکہ حملہ سے پیشتر اون کو تتّر بتّر کردے۔ اس وقت مکہ کا کمانڈر انچیف ابوسفیان تھا۔ جب بدر کے قیدی رہا ہو کر آگئے تو ابوسفیان اپنی قسم پورا کرنے کے لئے ایک رات دو سو ۲۰۰ آدمیون کو ہمراہ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور یہود کی ایک آبادی مین پہونچا۔ قبیلہ بنی نضیر کے ایک سردار سلام ابن مشکم نے اوس عہد کے خلاف جو آنحضرت نے مدینہ پہونچنے کے بعد یہودیون سے کیا تھا۔ ابوسفیان اور اوسکے ساتھیون کو

تصدیق کی تم نے مجھے نکالا اور غیرون نے مجھے جگھ دی تم نے مجھ سے جنگ کی اور غیرون نے میری مدد کی۔
مکہ مین قریش کو کامل یقین تھا کہ اون کی فوج مسلمانون پر صرف فتح ہی نہین پائے گی بلکہ پورے طور پر اون کو نیست و نابود کرنے کی کوشش مین کامیاب ہوکر واپس آئیگی جب اون کی فوج کی تباہی کی خبر شہر مین پہونچی اون کو سخت صدمہ ہوا اور اُن کی زبانین بند ہوگئین۔ اور مکہ کے رئیس ابوسفیان نے کہا کہ تم اپنے مردون کے لئے ماتم مت کرو اور نہ اون کی موت پر واویلا اور نہ کوئی شاعر اون کی ہلاکت کا مرثیہ پڑھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ دل کی بھڑاس نکلجائے اور تمہارا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور مین قسم کھاتا ہون کہ مین اپنی بی بی کے قریب نہ جاؤن گا اور نہ سر پر تیل لگاؤن گا۔ جبتک محمدؐ کے ساتھ جاکر دوبارہ جنگ نہ کرون۔ ایک مہینہ تک مکہ مین بدر کے واقعات پر کوئی نہین رویا۔ مگر آخر قریش اپنے غم کو ضبط نہین کر سکے اور جب انھون نے رونا شروع کیا اوس وقت مکہ مین کوئی گھر ماتم سے خالی نہین تھا۔ تمام خاندانون مین کہرام مچ رہا تھا مگر ایک گھر خاموش تھا اور وہ ہندہ کا گھر تھا۔ جب لوگون نے دریافت کیا کہ تو اپنے باپ عتبہ اپنے چچا اور اپنے بھائی کے لئے

غزوات اور فتح مبین

جب ابوسفیان نے دیکھا کہ چھوٹی چھوٹی مہمون سے
کوئی نتیجہ نہین نکلتا۔ اور مسلمان مقابلہ کے لئے ہمیشہ
تیار رہتے ہین۔ اوس وقت جنگ بدر کے ایک سال
بعد اوسنے بڑی تیاری شروع کی عرب کے مختلف اطراف
وجوانب مین قاصد بہیجے گئے اور اونہین اکسایا گیا کہ
وہ سب آنے والے حملے مین شریک ہون۔ غرض
تین ہزار آدمیون کا لشکر ابوسفیان کی ماتحتی مین مدینہ
کیطرف روانہ ہوا۔ جن مین سات سو زرہ پوش اور
دو سو سوار تہے۔ ان کے ہمراہ قریش کی عورتین بھی
تہین۔ جن مین سب سے زیادہ جوشیلی ہندہ ابوسفیان
کی بی بی تہی۔ یہ عورتین لڑائی کے گیت گا کر سپاہیون
مین جوش پیدا کرتی تہین۔ اس کے علاوہ ان کے لانے
کی یہ بہی غرض تھی کہ جب کوئی سپاہی مقابلہ سے پیٹھ
پہیر کر بہاگے تو یہ اون کو لعنت وملامت کر کے لڑنے
کے لئے واپس بہیجین۔ قریش کے ساتھ مدینہ کی
بہی ایک جماعت تہی جس کا سردار ابو عامر راہب تہا۔

عبداللہ ابن ابی تھا جس کو اہل یثرب نے آنحضرتؐ کی تشریف آوری سے پیشتر اپنا بادشاہ منتخب کرنا چاہا تھا۔ مگر اسلام کے داخل ہونیکی وجہ سے وہ بادشاہ بنتے بنتے رہگیا۔ اس وجہ سے طبعًا اس کو آنحضرت سے عداوت تھی اسکے ساتھ منافقین کی ایک ایسی خاصی جماعت تھی جنھون نے بظاہر اسلام کو قبول کرلیا تھا مگر دل مین مسلمانو کے سخت دشمن تھے۔ غرضکہ مدینہ مین بھی آنحضرت کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مکّہ مین تو صرف قوم قریش ہی آپ کی دشمن تھی۔ اور وہان بنی ہاشم کا قبیلہ آپ کا حامی بھی تھا۔ مگر مدینہ مین آکر جو ایک اجنبی شہر تھا یہان آپ کو مختلف زبردست قومون سے مقابلہ کرنا پڑا۔



تو یہ ان پر حملہ کرین - دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوتے ہی پہلے قریش مین سے طلحہ ابن عبدالعزی جھنڈا اٹھائے ہوئے نکلا - اور مسلمانونکو للکار کر مقابلہ کے لیئے بلایا - لشکر اسلام سے حضرت علیؓ نکلے اور فوراً ایک ہی وار مین اوس کا کام تمام کر دیا - اس کے بعد مقتول کا بھائی عثمان آگے بڑہا اور مردہ بھائی کے پاس سے جھنڈا اٹھا کر میدان مین للکارا - اس کے مقابل مین حضرت حمزہ نکلے اور تھوڑی دیر مین عثمان کو مار کر گرادیا - اسی طرح طلحہ کے تین بیٹے یکے بعد دیگرے میدان مین آئے اور باری باری سے قتل ہوتے گئے - جب قریش نے اپنے علم بردارون کو یکے بعد دیگرے اس طرح قتل ہوتے دیکھا ان پر دہشت چھاگئی - اور اب گھمسان کی جنگ شروع ہوئی - مگر مسلمان ایسی بہادری اور جان فشانی سے لڑے کہ قریش کے پاؤن اکھڑ گئے - اور اون کے سوارون نے کئی بار مسلمانون پر حملہ کرنے کی کوشش کی - مگر عبداللہ بن جبیر کے دستہ نے ایسا تیرون کا مینھ برسایا کہ ان کو پیچھے ہٹنا پڑا - جب ابودجانہ جن کو آنحضرت نے اپنی تلوار دی تھی اپنے سر پر سرخ رومال باندھے

جب یہ فوج مدینہ کی طرف بڑھی غیر مسلم قومون مین نہایت
جوش پیدا ہوگیا۔ اور ہر ایک اس اُمید پر نہایت خوش
ہورہا تھا کہ اب لشکر قریش مسلمانون اور اون کے مددگارون
کا خاتمہ کرکے واپس جائے گا۔ یہ فوج مدینے پہونچکر مدینہ
سے دو یا تین میل کے فاصلہ پر اُحد کے پہاڑ کے مقابل
مین خیمہ زن ہوئی۔ آنحضرت ایک ہزار کی جمعیت کے
ساتھ مقابلہ کے لئے نکلے۔ عبداللہ بن ابی منافقون
کا سردار اپنے تین سو آدمی لیکر الگ ہوگیا۔ اور قریش
سے مل گیا۔ اب مسلمانون کی تعداد صرف سات سو
رہگئی جن مین صرف دو گھوڑے تھے۔ باقی سات سو
آدمیون کی جماعت اوپر بڑھتی گئی۔ آپ نے اپنے
لشکر کے ساتھ رات کوہ اُحد کے دامن مین کاٹی
صبح ہوتے ہی نماز فجر ادا کی اور دشمن کا مقابلہ کرنے کی
لئے میدان مین نکلے آنحضرت نے خود اپنے لشکر
کو ترتیب دیا۔ عقب فوج پر تیر اندازون کے ایک دستہ
کو عبداللہ بن جبیر کے ماتحتی مین کھڑا کردیا۔ اور اونہین
تاکید کردی کہ وہ کسی حالت مین وہان سے نہ ہلین
یہ تیر اندازون کا دستہ ایک ٹیلے پر لشکر کے پیچھے تھا
تاکہ دشمن اگر کسی اور طرف سے لشکر پر حملہ کرنا چاہین

سے حملہ کردیا۔ عبداللہ بن جبیر مع اپنے چند ساتھیون
کے شہید ہوگئے۔ قریش کی باقیماندہ بھاگتی ہوئی فوج
بھی اُن کو دیکھ کر واپس لوٹی۔ اب اس کثیر التعداد
فوج نے مسلمانون کو نرغہ مین لے لیا مسلمانون کی
چھوٹی سی فوج آگے پیچھے دونون طرف سے گھر گئی
اس گھمسان مین حضرت حمزہؓ اور بہت سے نامور مسلمان
شہید ہوئے اور دشمنون نے مل کر خاص آنحضرت کو
اپنا نشانہ بنا لیا اور سب آپ پر امنڈ آئے۔ آپ کے
اصحاب جو آپ کے قریب کھڑے تھے نہایت
جوان مردی کے ساتھ آپ کو دشمنون کے حملہ
سے بچانے کی جان توڑ کوشش کرنے لگے۔ طلحہ
ابن عبداللہ نے فوراً اپنا بازو آنحضرت کے چہرہ
کے سامنے کردیا۔ اور برابر حملون سے بچاتے رہے
اور اوس بازو پر اس قدر زخم لگے کہ وہ ہمیشہ کے
لئے شل ہوگیا۔ ابودجانہ نے اپنے وجود کو آنحضرت
اور دشمنون کے درمیان حائل کردیا۔ اور جو وار آنحضرت
پر کیا جاتا تھا وہ اپنے جسم پر جھیلتے رہے۔ دشمنون
نے آنحضرت پر تیر تلوار پتھرون کا مینھ برسانا شروع
کیا۔ آپ کا نیچے کا ہونٹ زخمی ہوگیا۔ اور آپ کا دندان مبارک

ہوئے صفون کو چیرتا ہوا دشمنون مین گھستا تھا صفین
کی صفین درہم وبرہم ہوجاتی تھین۔ حضرت علیؓ
اپنے سر پر ایک لنبا سفید عمامہ بطور نشان کے باندہے
ہوئے تھے۔ اور حضرت حمزہؓ جن کے سر پر شتر مرغ
کا پر اوڑھا تھا اور حضرت زبیرؓ چمکیلی زرد پگڑی باندہے
ہوئے جدھر جاتے تھے دشمن کی صفین متزلزل
ہوتی ہوئی نظر آتی تھین۔ اور اون مین ایک ہل چل
پڑجاتی تھی۔ میور رقمطراز ہے۔ کہ یہ ایسے نظارے
تھے۔ جن مین اسلامی فتوحات کے لیڈرون
نے تربیت پائی تھی۔ مسلمانون کی فتح ہوچکی تھی اور
قریش بھاگ رہے تھے کہ عبداللہ بن جبیر کی جماعت
جو ٹیلہ پر کھڑی تھی۔ یہہ خیال کرکے کہ اب تو لڑائی کا فیصلہ
ہوچکا ہے نیچے اُتر آئی۔ عبداللہ نے بہت روکا مگر
کچھ پروانہ کی۔
صرف عبداللہ بن جبیر چند ساتھیون کے ہمراہ
آنحضرتؐ کے حکم کی تعمیل کی غرض سے کھڑے رہے
خالد بن ولید جو اوس وقت قریش کی طرف سے
لڑرہا تھا۔ جب اسنے اس مقام کو خالی دیکھا وہ فوراً
سوارون کے ساتھ واپس لوٹا۔ اور مسلمانون پر عقب

گوشت وبینی کا ہار بنا کر گلے مین پہنا۔ ہندہ نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ نکال کر چبایا۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد کفار نے مکہ کی راہ لی۔ روانگی سے پہلے ابوسفیان مسلمانون کو آئندہ سال کے لئے چیلنج دیگیا۔ جب قریش فتح کا نعرہ مارتے ہوئے مکّہ کی طرف کوچ کر رہے تھے۔ تو لوگون نے دریافت کیا کہ اگر وہ فتحیاب ہو کر آئے ہین۔ تو فتح کے نشان کہان ہین۔ اور جب وہ حمراء الاسد کے قریب پہونچے جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے تو لوگون نے اون پر ملامت کر کے کہا۔ لا محمداً اقتلتم ولا الکواعب اردفتم بئس ما صنعتم ارجعوا نہ تو تم نے محمدؐ کو قتل کیا نہ مسلمانون کی جوان عورتون کو لوٹ کر لائے۔ پھر لوٹ جاؤ۔ قریش پھر مدینہ کی طرف لوٹے مگر جب مسلمان پھر ان کے سرکوبی کے لئے نکلے تو یہ کہہ کر بھاگ گئے کہ محمدؐ اور مسلمانون کی بیخ کنی آیندہ سال کیجاویگی۔ ابن ہشام بیان کرتا ہے۔ کہ جب آنحضرتؐ کے زخمون کو دھویا جارہا تھا تو آپ نے یہ رقت آمیز الفاظ اپنے زبان مبارک سے ارشاد فرما رہے تھے کیف یفلح قوم خضبوا وجہ نبیھم وھو یدعوھم الی ربھم وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے

ٹوٹ گیا آپ کے خود کے حلقے آپ کے چہرہ
مین گھسگئے۔ آپ کی پیشانی زخمی ہو رہی تھی۔ آپ ایک
گڑھے مین گرپڑے۔ لشکر کفار مین ندا ہوئی ان محمدا قد قتل
کئی مسلمان ہمت ہار بیٹھے۔ اور جنگ سے ہٹ
گئے۔ انس ابن النضر نے ایک جماعت کو دیکھا کہ جو
دل چھوڑکر بیٹھی ہوئی تھی آپ نے دریافت کیا کہ کس
انتظار مین بیٹھے ہو۔ اونہون نے جواب دیا کہ آنحضرت صلعم
شہید ہوگئے۔ انس نے فرمایا ما تصنعون بالحیوۃ بعدہ
آپ کے بعد جی کر کیا کروگے۔ اوٹھو جس طرح آپ
نے خدا کی راہ مین جان دیدی اوسی طرح تم بھی جان
دیدو۔ یہ کہکر وہ کفار کیطرف بڑھے۔ راستہ مین
سعد بن معاذ ملے جنہون نے اون سے کہا۔
انی لاجد ریح الجنۃ من دون احد مجھے احد کی
طرف سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔ انجام کار
وہ پھر قریش سے جاکر لڑے اور شہید ہوئے ان کے
جسم پر ستر زخم تھے۔ جب مسلمانون کو معلوم ہوا کہ
آنحضرت صلعم زندہ ہین رفتہ رفتہ مسلمان پھر جمع ہوئے۔ ستر
مسلمان اس جنگ مین شہید ہوئے۔ قریش نے
مسلمانون کی لاشون کو کچلا۔ عورتون نے مقتولون کے

اون کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جب حافظون کی یہ جماعت
مقام رجیع پر پہونچی دغا بازون نے ان کو گھیر لیا۔ اور
سوائے حضرت خبیب و حضرت زید کے ہر ایک کو بیرحمی
سے قتل کر دیا۔ اور حضرت خبیب و حضرت زید گرفتار کر کے
قریش کے ہاتھ بیچ ڈالے گئے۔ قریشیون نے ان دونون
کو مقام تنعیم مین ایک مجمع کے سامنے نہایت بیدردی و
بیرحمی کے ساتھ شہید کر دیا۔

اسی مہینہ مین ایک اور خطرناک واقع پیش
آیا۔ قبیلہ بنی عامر کا ضعیف سردار ابو براء آنحضرت کیخدمت
مین حاضر ہوا۔ اور ملتجی ہوا کہ واعظین کی ایک جماعت میری
قوم قبیلہ بنی عامر کے پاس اسلام کی تبلیغ کے لئے بھیج دین
آنحضرت کو نجد کی دغا باز قوم مین اپنے آدمی بھیجتے وقت
خطرہ معلوم ہوا۔ کیونکہ ان مین بعض قبائل قریش کے
مددگار تھے۔ اس پر ابو براء نے اون کی حفاظت اپنے
ذمہ لی۔ آنحضرت نے اس بڈھے سردار کی بات مان
لی۔ اور ستر واعظین کی جماعت اوس کے ساتھ روانہ
کر دی۔ جب اس جماعت نے بئر معونہ کے چشمہ پر
قیام کیا عامر ابن طفیل نے بنی مسلم کی ایک جماعت کے
ساتھ ان پر حملہ کر کے بے ایمانی سے سب کو شہید کر دیا۔

جس نے اپنے نبی کے چہرے کو اوسی کے خون سے رنگ دیا ہو صرف اسلئے کہ وہ اون کو اون کے رب کیطرف بلاتا ہے۔

غزوہ احد کے بعد قریب دو ماہ تک دشمنان اسلام خاموش رہے۔ مگر جون ھی قریش اپنی تھکاوٹ دور کر چکے پھر مدینہ پر یکایک حملہ کر دینے کی فکرین مشغول ہو گئے۔ اور ہر طرف سے مختلف قبائل کے اجتماع ہونے کی خبرین آنحضرتؐ کو آنے لگین۔ قبیلہ بنی اسد اور قبیلہ بنی ہذیل نے یکے بعد دیگرے مدینہ پر شبخون مارنے کے لئے تیاریان بھی کین۔ مگر مدینہ پر ان کے حملہ کرنے سے پیشتر یہ منتشر کر دے گئے۔ ابھی ان دو قبیلون کو منتشر کئے ہوئے ایک ماہ کا عرصہ بھی نہین گذرا تھا کہ عرب کے دو قبائل قارہ اور عضل نے آنحضرتؐ کیساتھ دہوکہ بازی اور ظالمانہ فریب سے کام لینا چاہا۔ ان لوگون نے چند آدمی اپنے قبیلے کے آنحضرت کے پاس بھیجکر درخواست کی کہ ان کی قوم اسلام قبول کرنے کو تیار ہے۔ لہذا چند واعظ اسلام کی تبلیغ اور تعلیم کے لئے ان کے ساتھ روانہ کر دئے جائین۔ آنحضرت نے فوراً دس برگزیدہ اور مخلص مسلمانون کو جو حافظ قرآن بھی تھے

نے اپنے پہرہ کے باری مین نماز کی نیت کی۔ اس اثناء مین اس کا دوسرا ساتھی سو گیا۔ ایک دشمن سپاہی نے جو موقعہ کی تاک مین لگا تہا۔ اس عابد پر تیر چلایا اس عابد نے تیر کہینچکر نکال ڈالا اور نماز جاری رکھی۔ دشمن نے چار مرتبہ تیر چلایا مگر اس خدا پرست نے ہر دفعہ تیر کہینچکر نکال ڈالا۔ اور نماز ختم کرکے ہی چھوڑی۔ جب اس نے اپنے ساتھی کو جگایا تو دشمن بہاگ گیا۔ دوسرے صحابیؓ نے بیدار ہو کر کہا کہ مجھے پہلے ہی جگا دیا ہوتا۔ اوس مرد خدا نے کہا کہ مین قرآن کی ایک سورۃ پڑھ رہا تہا اور مجھے کچھ ایسی حلاوت آئی کہ میرے دل نے بغیر ختم کئے چھوڑنا گوارا نہ کیا۔

غزوہ احد کے بعد ابو سفیان مسلمانون کو آئندہ سال کے لئے چیلنج دے گیا تہا۔ آنحضرتؐ پندرہ سو آدمی لیکر مدینہ سے نکلے ابو سفیان بھی دو ہزار پیادہ اور پچاس سوار لیکر مکہ سے روانہ ہوا۔ مگر ابو سفیان خشک سالی اور قحط کا عذر کرکے بغیر لڑے مکہ واپس گیا۔ آنحضرتؐ کو اس کے بعد اور کئی ایک جگہہ دشمنون سے مقابلہ کے لئے جانا پڑا پہلی مہم دومتہ الجندل کیطرف بہیجی گئی جہان کے مسیحی قومون نے مسافرون پر ظلم کرنا شروع کیا تہا۔ اسکے چند ماہ بعد دوسری مہم بنی مصطلق پر چڑہائی کے لئے روانہ کی گئی۔

سوائے دو شخصون کے جن مین سے ایک کو مردہ سمجھہ کر
ظالمون نے مقتولون مین چھوڑدیا دوسرا عمرو بن امیہ
اونٹ چرانے گیا ہوا تھا۔ اس مصیبت سے آگاہ ہو کر
فوراً بھاگا۔ راستہ مین قبیلہ بنی عامر کے دو شخص اسے
ملے اس مظلوم نے اونہین فوراً قتل کردیا۔ لیکن یہہ
دو شخص آنحضرت کے ساتھ عہد و پیمان کرکے واپس
آرہے تھے۔ جب آنحضرت نے تمام حادثہ سُنا اور راستہ
کے دو مقتولون کی کیفیت بھی معلوم کی فوراً دونون کا
خون بہا مع اوس اسباب کے جو عمرو ابن امیہ اپنے ساتھ
لایا تھا بنی عامر کے پاس بھیجدیا۔

ان ظالمانہ دغابازیون کے بعد عرب کی قومون
نے پھر جمع ہو کر مدینہ پر چڑہائی کرنے کا ارادہ کیا آنحضرت
کو جب معلوم ہوا کہ بنی غطفان ذات الرقاع مین آپ کے
خلاف جمع ہو رہے ہین آپنے اُن کے منتشر کرنے کے
لئے مسلمانون کی ایک جماعت مدینہ سے روانہ کی۔

اس سریہ ذات الرقاع کا ایک واقعہ ناظرین کے لئے
دلچسپی سے خالی نہوگا۔ جس کھوہ مین مسلمان محفوظ تھے
وہان دو مسلمان رات کو گارڈ ڈیوٹی پر مقرر کئے گئے
یہ دونون باری باری سو کر پھرہ دیا کرتے ایک مسلمان

وہ سخت ہلانا ہلا گئے۔ سورہ احزاب۔
آنحضرتؐ نے مسلمانون سے مشورہ طلب کیا اور حضرت
سلمانؓ فارسی کی تجویز کے مطابق یہہ رائے قرار پائی
کہ شہر کے گرداگرد خندق کھودی جائے۔ جو اہل شہر
اور دشمن کے درمیان روک کا کام دے۔ اس خندق کے
کھودنے مین آنحضرتؐ نے خود بہ نفس نفیس حصّہ لیا۔ بر
وقت خندق کھودنے کے آپ اکثر یہہ اشعار زبان مبارک
سے پڑھتے ؎

اَللّٰھُمَّ لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا و لا صلینا
فانزل سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا
ان الاءلی قد بغوا علینا اِذا ارادوا فتنۃ ابینا

اے اللہ میرے اگر تو ہمارے ساتھ نہ ہوتا۔ تو ہم
ہدایت نہ پاتے۔ اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔
پس اس وقت ہم پر سکینہ نازل کر۔ اور جب ہم دشمنون
سے ملین تو ہمین ثابت قدم رکھ۔ ہم پر ان لوگون نے
زیادتی کی ہے۔ جب ہم کو دین سے زبردستی پھیرنا چاہا
ہم نے انکار کیا۔

چھ دن کے عرصہ مین خندق کی تکمیل ہوئی
اور جب قریش کا لشکر مدینہ کے قریب پہونچا خندق کے

ان دونون لڑائیون مین مسلمان فتحیاب ہوئے
ہر سال جاڑے مین قریش مدینہ پر چڑہائی کے لئے
نہایت زور و شور سے تیاری کرتے۔ جنگ احد کے پہلے
سال ابوسفیان اپنی دہمکی کو صورت عملی مین نہ لاسکا۔ مگر
دوسرے سال اسنے بڑی بڑی تیاریان کین اور مختلف
قبائل یہود کو بہی مسلمانون کے خلاف اکسایا اور قریش و یہود
کی متفقہ طاقت کے ماسوا اکثر صحرائی بدوی بھی آپ کے
خلاف قریش کو مدد دینے کے لئے تیار ہوئے۔ غرضکہ
لشکر مخالفین اس قدر کثیر تعداد مین تہا کہ آنحضرتؐ کو
سخت اندیشہ ہوا اور بہتیرے مسلمان دل چہوڑ بیٹھے۔
اس وقت مسلمانون کی اندیشہ ناک حالت کا ذکر قرآن
مین یون آیا ہے اِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ
زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ
وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا۔

جب تمہارے خلاف اوپر اور نیچے کیطرف سے
دشمن آنے لگے۔ اور جب تمہاری آنکہین خوف سے کج
ہوگئین۔ اور دل گلون تک پہونچنے لگے اور خدا کی نسبت
لوگون کے دلون مین طرح طرح کے خیال پیدا ہونے
لگے۔ اور ایمان والون کے لئے سخت آزمایش تھی۔ اور

سخت اور لگاتار کام کرنا پڑا۔ تمام رات خندق کے
چارون طرف گشت لگاتے۔ اور اس وجہ سے کئی روز
متواتر اکثرون کو جاگنا پڑتا۔ دوسری طرف قریش کبھی تو
ملکر لکایک حملہ کرنے کی دہمکی دیتے اور کبھی مختلف دستون
مین ہوکر مختلف اطراف سے خندق عبور کرنے کی
کوشش کرتے۔ مگر مسلمانون کے سامنے ان کی ساری
بہادری وکوشش رائگان گئین۔ آخرکار خدا تعالےٰ
نے سخت اندھی کے رنگ مین اپنی آسمانی کمک
بہیجکر مظلوم وستم رسیدہ مسلمانون کی مختصر جماعت کو دشمنون
کے زد سے بچالیا۔ یہ طوفان اس قدر سخت اور تند
تہا کہ دشمنون کا ہر ایک سامان تہ وبالا ہوگیا۔ اور اون کے
خیمے پہٹ گئے اور ایسی ہل چل ان کے لشکر مین پڑی
کہ فوج کا کمانڈر انچیف ابوسفیان سب سے پہلے بہاگ کھڑا
ہوا۔ اس فتح کی طرف قرآن مین یون اشارہ ہے۔
یَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا
عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا۔
اے مسلمانون اللہ کا وہ احسان یاد کرو کہ جب
تمپر فوجین آئین۔ اور ہم نے اون کے خلاف ہوا اور
ایسی فوجین بہیجین جنہین تم نہین دیکھتے تہے۔ احزاب

پاس آکر رک گیا اور پار نہ کرسکا - لہذا یہ لوگ خندق کے
پاس ہی خیمہ زن ہوئے اور شہر کے اندر کے یہودیون سے
گفتگو جاری کی اور بنی قریظہ کو جنہون نے آنحضرت صلعم سے
معاہدہ کرلیا تہا آپ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا
جب یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی - بہتیرے مسلمان ہمت
ہار بیٹھے اور بہتون نے یہ عذر کرکے واپس جانا چاہا کہ
ان کے گھر خالی اور غیر محفوظ ہین - منافقین تو اب
کھلم کھلا آنحضرت پر طعنہ زنی کرنے لگے - چنانچہ قرآن
شریف مین اس کیفیت کی طرف یون اشارہ ہے -
وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا غُرُوْرًا وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ
لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ
بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا -
اور جب کہنے لگے منافق اور وہ جن کے دلون مین مرض
ہے کہ جو وعدہ دیا تہا اللہ نے اور اوس کے رسول نے
سب فریب تہا - اور اون مین ایک گروہ نبی سے کہنے
لگا کہ ہمارے گھر کہلے پڑے ہین اگرچہ وہ کہلے نہین پڑے
ہین مگر اون کی غرض سوائے بہاگنے کے اور کچھ
نہین - سورہ احزاب - ان ایام محاصرہ مین مسلمانون کو

کامل طور پر ٹھان لی تھی۔ مگر اس آخری بڑی مہم مین بھی
کفارون کو ناکامیابی رہی۔ ناظرین وہ کون سی قوت تھی
جس نے مسلمانون کی نہایت محدود جماعت کو کفار کے
لشکر جرار سے مقابلہ پر آمادہ کردیا۔ وہ کون سی تلوار آنحضرتؐ
کے ہاتھ مین تھی جسنے صرف سات سو غریب اور بے سروسامان
مسلمانون کو دشمنون کے ایک ہزار تجربہ کار اور مسلح سپاہیون
سے لڑنے کے لئے مجبور کردیا۔ کون سا ہتھیار آنحضرتؐ
اپنے دست مبارک مین جنگ اُحد کے روز اوس وقت
لئے ہوئے تھے جب آپ دشمنون سے گھرے ہوئے
تھے اور تیرون کا لگاتار مینھ آپ پر برس رہا تھا اور آپ
کے جان نثار صحابہ دشمنون کے ہروار اور ہر تیر کو سینہ سپر
ہوکر اپنے اوپر جھیل رہے تھے۔ کیا واقعی آنحضرتؐ نے
ان جان نثار صحابہ کو زبردستی مسلمان کیا تھا۔ کیا پیروان
اسلام یہ ساری قربانیان کرنے پر زبردستی مجبور کئے گئے تھے

اسلام کی فتح و نصرت کا وقت قریب آگیا

اسکے دشمن متعدد لڑائیون مین مغلوب ہوئے اور شکست
فاش کھائی۔ اسلام نے نہایت سرعت کے ساتھ ترقی
کرنا شروع کیا۔ جنگ بدر مین ۳۱۵ مسلمان لڑائی مین
شامل تھے۔ میدان اُحد مین لڑائی کے موقعہ پر سات سو

واقعات مذکورہ سے یہہ امر صریحاً ظاہر ہے کہ دشمنان اسلام نے جب دیکھا کہ آنحضرتؐ مکہ سے صحیح وسلامت نکلکر مدینہ مین جاگزین ہوگئے ہین تو جل بھن کر اسلام اور پیروان اسلام کا تلوار سے صفایا کرنے کی ٹھان لی۔ اور پہلے سال کہ مسلمانون کی تعداد نہایت قلیل اور حالت کمزور تھی۔ مکہ کے تمام ایسے لوگ جو لڑنے کے قابل تھے آنحضرتؐ کے خلاف نکلے اور ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ ابوجہل سردار قریش اسلام کا قلع قمع کرنے کے لئے میدان مین اسلام کے صرف تین سو تیرہ آدمیون سے مقابل ہوا۔ کہ جنکے پاس کافی سامان جنگ تک نہ تھا۔ مگر بتائید ایزدی مسلمان فتحیاب رہے اور کفار کے بڑے بڑے رئیس مارے گئے۔ دوسرے حملہ مین قریش نے اور بھی زیادہ تیاریان کین۔ اور کفار کے تین ہزار تجربہ کار سپاہیون کا مقابلہ آنحضرتؐ نے صرف سات سو مسلمانون سے کیا۔ قریش مسلمانون کی بہادری آزما چکے تھے اور بار بار شکست فاش کھا چکے تھے۔ لہذا ہجرت کی دسوین سال کفار قریش نے حد سے زیادہ تیاریان کین۔ اور اس مرتبہ دس ہزار سپاہیون کی متحدہ فوج نے اسلام کی مختصر خدا پرست جماعت کو زمین سے نیست کرنے کی

نفقتل خادم وان تنعم تنعم علی شاکر اگر آپ قتل کرین تو آپ
ایسے شخص کو قتل کرینگے جو واجب القتل ہے اور
اگر آپ رحم کرین تو آپ ایسے شخص پر رحم کرین گے
جو آپ کا مشکور رہو گا۔ آنحضرتؐ نے اس کو رہا کر دیا۔
اور اوس کے قصورون سے درگذر کی یہ شخص آپ
کی فیاضی اور رحمدلی دیکھ کر نہایت درجہ متاثر ہوا
اور بخاطر طیب صدق دل سے مسلمان ہوا اور آنحضرت
سے خطاب کر کے یون گویا ہوا۔ واللہ ما کان علی وجہ الارض
وجہ ابغض علیّ من وجھک فقد اصبح وجھک احب الوجوہ الیّ واللہ ما کان
علی وجہ الارض دین ابغض الیّ من دینک فقد اصبح دینک احب الادیان الیّ
واللہ مجھے کسی چہرے سے روئے زمین پر اس قدر
نفرت نہ تھی جس قدر کے آپ کے چہرہ سے تھی لیکن
تحقیق کہ آج آپ کا چہرہ مجھے دنیا بھر کے چہرون سے
زیادہ محبوب ہے اور قسم ہے اللہ کی مجھے کسی مذہب
سے اس قدر نفرت نہ تھی جس قدر آپ کے دین سے
مگر آج یہ مذہب دنیا کے تمام مذہب سے زیادہ پیارا
ہے۔ شمامہ جب لوٹ کر اپنے ملک یمامہ کو واپس
گیا اس نے قریشیون سے کہدیا کہ ملک یمامہ سے گیہون
کا ایک دانہ بھی تمہارے پاس نہ پہونچے گا۔ جب تک

مسلمان مقابلہ کے لئے آئے تھے اور جب غزون کی
متفقہ افواج نے مدینہ کا محاصرہ کرلیا تو خندق کی حفاظت
کے لئے تین ہزار مسلمان موجود تھے۔ غرضکہ آنحضرتؐ
کے پاس اس وقت ایسے لوگون کی تعداد ہزارون تک
پہونچ گئی تھی کہ اشارے پر اپنی جان قربان کرنا فخر سمجھتے تھے مگر
اس طاقت اور اختیار کے باوجود آپ نے جس رحمدلی اور
حلیمی سے کام لیا ہے اسکی نظیر ملنا دشوار ہی نہین بلکہ ناممکن
ہے واقعی آپ مجسم رحم تھے۔ آپ نے اپنی قوت اور طاقت کا
استعمال اوس وقت تک ہرگز نہین کیا۔ جب تک کے
دشمنون نے آپ اور آپ کے تابعین کے خلاف
کامل مستعدی اور طیاری کے ساتھ کام نہین لیا اور
اوس وقت تک کہ اسلام کے ابھی لگے ہوئے پودے کو
قریش نے بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنے کی پورے طور پر
دل مین نہین ٹھان لی۔

ایک مرتبہ ایک مہم مین جو آنحضرت نے
کسی حملہ آور قوم کی سرکوبی کو روانہ کی تھی۔ بنی حنیفہ کا
سردار ثمامہ بن اثال الحنیفی گرفتار ہو کر آنحضرتؐ کیخدمت
مین حاضر کیا گیا۔ جب اس سے دریافت کیا گیا کہ تمھارا
کیا حال ہونا چاہیئے۔ اُسنے جواب دیا۔ ان تقتل

سفارش کیجائے آپ فوراً اوس کی درخواست قبول فرماتے ہین اور اناج کے قافلے لدلدکرآنے شروع ہوجاتے ہین۔ مگر احسان فراموش قریش آپ کے ویسے ہی دشمن بنے رہے۔ جب آنحضرت نے دومتہ الجندل کی طرف دوسری مہم عبدالرحمن کے ماتحت مین روانہ کی تو آپ نے سردار لشکر سے خطاب کرکے کہا کہ "اگر ممکن ہو تو پہلے ان کو صلاح کی طرف بلانا اور اگر نہ مانین تو اونسے جنگ کرنا۔ مگر کسی صورت مین دہوکہ وفریب سے کام نہ لینا"

ناظرین۔ جب صلح کے شہزادہ کے پیرو دنیا مین کشت وخون کر رہے تھے۔ جب لوگ ذرا ذرا سی بات پر کلیسائی ادنیٰ سی ناراضگی پر جبر وشدّت کے شکار ہو رہے تھے۔ جب لوگون کو صرف اسلئے زندہ جلانا خدا کی عین خوشنودی خیال کی جاتی تھی کہ اون کا اعتقاد کلیسائے روم سے چند باتون مین مخلف تھا جب انسانی حقوق انسانی آزادی نہایت بیرحمی کے ساتھ بنی نوع انسان کے ذریعہ پائمال ہو رہی تھی۔ جب ظلم وشدت کا ایک طوفان مچ رہا تھا۔ جب اس محبت کے اوتار کے سریلے راگ کو کہ دشمن کو پیار کرو۔ لوگ

آنحضرتؐ ارشاد فرمائین۔ سامان خورد و نوش کی بندش
سے قریش تنگ آ گئے۔ اور درگاہ آنحضرتؐ مین ملتجی
ہوئے کہ آپ شمامہ سے ان کے لئے سفارش کردین
آپ نے قریش کے مظالم و شدائد کے باوجود ان کی
درخواست منظور کی اور آپ کی سفارش سے یمامہ سے
پھر اناج وغیرہ قریش مین آنے لگا۔
ناظرین! کیا اس سے بڑھ کر رحمدلی کی مثال
مل سکتی ہے۔ کیا اب بھی اسلام پر یہہ اعتراض عائد
ہوسکتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ دشمن پر پورا
قابو رکھتے ہوئے معاف کردینا اس سے بڑھ کر اور
کیا فیاضی ہوسکتی ہے۔ جنگ ۱۹۱۴ء مین برطانیہ عظمیٰ
نے جرمن کی سرکوبی اور بربادی کے لئے اون کے
جہاز کو تجارت سے روک دیا تھا۔ اون کو یہہ اجازت
نہ تھی کہ وہ کھلے سمندر نکل کر دوسرے ملکون سے
اناج کی بوریان اپنے ملک لیجائے۔ اور برطانیہ عظمیٰ
کا یہہ فعل بالکل صحیح تھا۔ اور کوئی اس فعل کو قابل الزام
نہین ٹھیرا سکتا۔ مگر ناظرین آنحضرتؐ کی دشمنون کے
ساتھ فیاضانہ سلوک پر نظر کرو۔ دشمن بھوک کی شکایت
کرتا ہے۔ آپ سے ملتجی ہوتا ہے کہ اوس کے لئے

یعنی اون کے دشمن کی مدافعت کی جائیگی اون کے جان اون کے مذہب اون کی زمین اون کے مال اون کی حاضر اور اون کے غائب سب محفوظ رہینگے۔ اون کے حقوق بحال رہین گے اور جو حقوق پہلے اون کو حاصل تھے اون مین کوئی دست درازی نہین کیجائے گی۔ پادری وغیرہ اپنے عہدے سے برطرف نہین کئے جائین گے۔ اُنکی صلیب و مورت برباد نہین کی جائے گی۔ اور نہ اون سے عشر لیا جائے گا۔ اور نہ اون کے ملک مین فوج بھیجی جائے گی۔" یہ وہ احسانات اور سلوک ہین جو صلح کے شہزادہ کے ماننے والی اقوام آپس مین ایک دوسرے سے بھی نہین برتتے تھے۔ کیا ہم آنحضرتؐ کے اِن سب فیاضانہ سلوک کے لئے مشکور نہ ہون کیا ہم آپ سے احسان مندی اور رحمدلی کی تعلیم نہ سیکھین۔ کاش کہ سلاطین مشرق و مغرب آپس مین وہ سلوک کرتے جو آپ نے بحیثیت صاحب قوت و صاحب اختیار ہونے کے اپنے دشمنون اور اپنے اطراف کے مغلوب و کمزور قومون سے کیا۔

چھ سال سے زیادہ کا عرصہ گذر گیا کہ آنحضرت اور آپ کے مہاجرین نے اپنے گھرون کو چھوڑا تھا اور ابتک ان کو اپنا قدیم و آبائی وطن دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا

دل سے فراموش کر چلے تھے۔ رحم آزادی اور فیاضی کی آواز ایشیا کے ریگستان سے آتی ہوئی پھر سنائی دی رحم اور انصاف کا کامل نمونہ پھر دنیا کے سامنے پیش کیا گیا وہ "دین کے بارے مین کوئی زبردستی نہین" کی آواز نے دشمنون کو فریفتہ کرلیا۔ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر جو چاہے اس کو (اسلام) مانے اور جو چاہے اس کو نہ مانے" کہ میٹھی آواز نے عرب کے جاہل اور ضدی قوم کو ایسا بیخود کیا کہ اون کی فطرت بدل گئی اسلام پر جان قربان کرنے کو آن کی آن مین تیار ہوگئے۔

اس رحم و محبت بھرے دل نے کسی پر سختی گوارا نہ کی اور نجران اور اوسکے اطراف کے مسیحیون کے ساتھ معاہدہ کیا اور یہ حقوق اون کو عطا کیا۔

والنجران وحاشیتها جوار الله وذمة محمد النبی رسول الله علی انفسهم وملتهم وارضهم واموالهم وغائبهم وشاهدهم وغیرهم ولعبثهم وامثلتهم لا یغیر وما کانوا علیه ولا یغیر حق من حقوقهم وامثلتهم لا یفتن اسقیف عن اسقفیته ولا راهب من رهبانیته ولا واقف من وفاهیة علی ما تحت ایدیهم من قلیل او کثیر ولیس علیهم احق ولا دم جاهلیته ولا یحشرون ولا یعشرون ولا یطاء احدهم جیش۔

نہ ہو مگر خدا کے عہد کے ماننے والی جماعت اس قاعدہ سے
بھی مستثنیٰ کردی گئی آنحضرتؐ مکہ کی سرحد کے قریب مقام حدیبیہ
مین خیمہ زن ہوئے۔ قریش کی ایک جماعت آپکے خیمہ کے چارون
طرف خفیہ پھرنے لگی تاکہ کسی مسلمان کو قتل کرین اور اگر موقعہ
پاکر آپ پر پتھر برسائے۔ انمین سے اکثر گرفتار ہوکر آپکی خدمت
مین پیش کئے گئے مگر آنحضرت نے اپنے فیاضانہ سلوک سے
اونہین معاف کردیا۔ اور اونہین واپس جانیکی اجازت دیدی
غرضکہ اہل قریش کو آپ نے بہتیرا سمجھایا کہ آپ کی غرض صرف
عمرہ کرکے واپس چلے جانیکی ہے۔ مگر ان لوگون نے یہی کہا کہ
ہمنے اسبات پر قسم کھالی ہے کہ آپ اور آپ کے ہمراہیون
کو مکہ مین گھسنے نہ دینگے۔ آخر بڑی بڑی سفارت کے بعد قریش نے
اپنے ایک سردار سہیل کو صلح کا پیام لیکر بھیجا۔ آپ تو یہ چاہتے ہی
تھے کہ کسیطرح صلح ہوجائے فوراً شرائط صلح قبول کرلیا اور حضرت
علیؑ کو عہدنامہ لکھنے کا حکم فرمایا اور آپ نے خود لکھانا شروع کیا۔
ابھی آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی لکھایا تھا کہ سہیل نے کہا
کہ ٹھیرو۔ اللہ کے نام سے تو ہم واقف ہین مگر ان دوسرے نامون
کا ہم کو علم نہین لہذا آپ اسی طرح لکھین جو ہم ہمیشہ استعمال
کرتے ہین بسمک اللہم آپ نے اوسکی یہ بات بھی منظور کرلی
اور پھر لکھانا شروع کیا بسمک اللہم یہ شرائط مابین محمد رسول اللہ

کعبہ جوان کا اور تمام اہل عرب کا ارض مقدس تھا اوس کی زیارت اب تک نصیب نہین ہوئی تھی۔
ذیقعدہ کا مہینہ حج کا موسم آتا اور چلا جاتا ان کے دل مین خانہ کعبہ کے طواف کا ولولہ اور جوش اوٹھتا۔ مگر عرب کے ظلم و تعدی سے مجبور تھے۔ قریش نے آپ اور آپ کے ساتھیون کا مکہ جانا قطعی روک دیا تھا اور آپ ان سے کسی طرح کی چھیڑ چھاڑ کرنا نہین چاہتے تھے اس لئے آپ نے اوس طرف کا قصد نہین کیا۔ مگر آخر غلبہ شوق کو دبا نہ سکے اپنے آبائی وطن پر پر حسرت نگاہ ڈالنے کے جوش کو دور نکر سکے خانہ کعبہ کی زیارت کی پیاس کسی طرح نہ بجھا سکے۔ پس امن پسند ارادون کے ساتھ پندرہ سو مہاجر و انصار کی جماعت لیکر مکہ کو روانہ ہوئے۔ آپ اور آپ کے ہمراہی پورے طور پر مسلح نہین تھے بلکہ ان کے پاس صرف وہی ہتھیار تھے جن کی رواجاً اجازت تھی مگر جب قریشیون کو اطلاع ملی فوراً ایک لشکر جرار لیکر آنحضرتؐ اور آپ کے ساتھیون کو روکنے کی غرض سے نکلے اور عہد کر لیا کہ آپ اور آپ کے اصحاب کو ہرگز مکہ مین داخل ہونے نہ دینگے۔ گرچہ قریش قانوناً اس بات کے مجاز نہین تھے کہ کسی قبیلہ یا فریق کو حج سے روکین گرچہ وہ اون کا دشمن ہی کیون

آنحضرت صلعم کے اصحاب کو ان شرائط پر کمال درجہ کا رنج تہا اور اون سے ضبط نہو سکا اور لفظ شکایت زبان پر لائے۔ مگر آنحضرت نے انکو دلاسا دیا اور اونکی تشفی کی۔ واضح رہے کہ قریش سے دبکے آپنے ان شرائط کو قبول نہین کیا۔ بلکہ صرف امن کے خیال سے۔ اگر آپ چاہتے تو قریش کا مقابلہ بخوبی کرسکتے تہے۔ آپنے اپنی مختصر سی جماعت کیساتھ ان کے لشکر جرار کا اکثر مقابلہ کیا تہا۔ اور متعدد لڑائیون مین شکست فاش دی تھی اور اب قریش بلا کسی بیرونی امداد کے مسلمانون سے مقابلہ کی تاب ہرگز نہین لاسکتے تہے اور یہی وجہ تہی کہ آنحضرت صلعم کے اصحاب نہایت درجہ خشمگین حضرون سے یہان تک کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے شکایت کی حضرت صدیق نے فرمایا۔ یاعمر الزم غرزہ فانی اشہد انہ رسول اللّٰہ اے عمر اونکی رکاب مضبوط پکڑے رہو کیونکہ مین گواہی دیتا ہون کہ وہ اللّٰہ کا رسول ہے۔

شرائط صلح کے طے پانیکے بعد آپ مدینہ کیطرف واپس چلے۔ ابہی پہلی ہی منزل طے کی تھی کہ مسلمان ہرطرف سے اونٹون کو ہانکتے ہانک کر آنحضرت کے گروہ جمع ہونے لگے اور سب پوچھتے تہے کہ کیا ماجرا ہے کیا آنحضرت پر وحی نازل ہوئی ہے۔ آپ نے اپنے اونٹ پر بیٹہے ہوئے سورہ فتح تلاوت فرمائی

اور سہیل نے پھر یہاں پر بھی روک دیا۔ اور کہا کہ اگر ہم تم کو رسول اللہؐ تسلیم کرتے تو تم سے لڑتے کیوں اور تم کو کعبہ سے کیوں روکتے پس آپ اپنا نام بقید ولدیت لکھئے۔ آنحضرتؐ نے اسکو بھی مان لیا اور حضرت علیؑ کو ارشاد کیا کہ لفظ رسول اللہ کاٹ کر عبداللہ لکھو مگر حضرت علیؑ نے اس امر سے انکار کر دیا آپ نے فوراً تحریر کو اپنے ہاتھ میں لیلی اور لفظ رسول کا بکمر تحریر کیا محمدؐ ابن عبداللہ۔ اور پھر حضرت علیؑ کو دیکر عہد نامہ ختم کر دیا۔ وہ یہ تھا کہ شرائط صلح مابین محمدؐ ابن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے قرار پائے ہیں۔ جو شخص محمدؐ کا ساتھ دینا چاہے اسکو اس امر کی اجازت ہوگی۔ اور جو شخص قریش کا طرفدار ہونا چاہے اوس کو بھی آزادی ہوگی۔ اگر کوئی شخص محمدؐ کی طرف جائیگا اوسکو واپس کرنا ہوگا لیکن اگر کوئی شخص مسلمانوں میں سے قریش کی طرف چلا جائے تو واپس نہیں کیا جائیگا اس سال محمدؐ کو شہر میں داخل ہونے بغیر لوٹنا ہوگا اور آئندہ سال محمدؐ مع اپنے صحابہ کے آکر صرف تین روز تک قیام کرنے کے مجاز ہوں گے اور اس عرصہ میں شہر قریش سے خالی رہیگا لیکن مسلمان اپنے ہمراہ کوئی ایسا ہتھیار لانے کے مجاز نہ ہونگے جسکی حاجیوں کو ممانعت ہو۔ سوائے ایسی تلوار کے جو ان کے میان میں ہو۔ اس عہد نامہ پر فریقین کے دستخط ہوگئے

نے بڑھی تیزی سے ترقی کی صرف ان دو سال مین اسلام
کی ترقی کا اندازہ اس سے بخوبی لگ سکتا ہے کہ جب
آنحضرت حدیبیہ کو تشریف لیگئے تو آپ کے ساتھ پندرہ سو آدمی
تھے مگر دو سال بعد جب آپ مکہ مین داخل ہوئے تو آپ کے
ساتھیون کی تعداد دس ہزار تک پہونچگئی تھی اس صلح کے
بعد کے واقعات اس امر پر بھی روشنی ڈالتے ہین کہ زیادتی
ہمیشہ قریش کیطرف سے رہی ہے چونکہ اب اہل مکہ کو اسلام
قبول کرنے مین کسی قسم کی روک ٹوک نہین تھی لہذا لوگ
جوق در جوق دائرہ اسلام مین داخل ہونے لگے۔ مگر شرائط
صلح کی رو سے قریش کا جو شخص مسلمانون سے آملتا اسکو
لوٹا دینا ہوتا۔ لہذا آنحضرت نے حسب عادت معاہدہ کی کامل
پابندی کی۔ اور نو مسلمون کو اپنے سایہ عاطفت مین لینے
سے انکار کردیا۔ مگر ان لوگون نے بجائے واپس جانیکے
الگ ایک جماعت قائم کرکے قریش کو تنگ کرنا شروع کیا
جب سہیل آنحضرت سے شرائط صلح طے کر رہا تھا تو
اسکا بیٹا ابو جندل جو اسلام لے آیا تھا اور اوس کے باپ
نے محض اسی جرم مین اس کو زنجیرون سے جکڑ دیا تھا
فوراً موقعہ پاکر بحالت مقید درگاہ نبوی مین حاضر ہوا اور آنحضرت
سے پناہ مانگی جب اسکے باپ نے اسے دیکھا فوراً پکڑ لیا

انا فتحنا لك فتحا مبینا " تا آخر یعنی تحقیق کہ ہم نے تجھکو کھلی کھلی فتح عنایت کی ہے جب آپ یہ سورۃ لوگون کو سنا چکے تو ایک شخص نے تعجب سے پوچھا کہ آیا یہ فتح ہے آنحضرت نے فرمایا اُس ذات کی قسم کہ جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ واقعی یہ فتح ہے۔

مورخین رقمطراز ہین کہ ایسی نمایان فتح اسلام کو کبھی حاصل نہین ہوئی اور تمام موقعون پر اسلام کو اپنی حفاظت مین لڑائیان لڑنی پڑی مگر اس صلح کے بعد جنگ سے فریقین نے کنارہ کشی اختیار کی اور طرفین کے لوگ بلا روک ٹوک آپسمین ایکدوسرے سے ملتے تھے اور مسلمانون کیلئے اسلام کی صداقت لوگون کے سامنے پیش کرنیکا اچھا موقعہ تھا اور یہ موقعہ مسلمانون نے خالی نہ جانے دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کثرت سے لوگ اسلام کیطرف رجوع لانے لگے۔ اس صلح حدیبیہ سے یہ بات کامل طور پر پایہ ثبوت کو پہونچگئی کہ آنحضرت نے جبراً کسی شخص کو مسلمان نہین کیا۔ کیون کہ عہد نامہ کی رو سے ہر شخص کو عام اجازت تھی کہ پھر قریش سے جا ملے پس اگر کسی شخص نے جبریہ اسلام قبول کیا ہوتا تو اوس کے لئے نہایت عمدہ موقعہ تھا کہ اپنے پرانے مذہب مین واپس چلا جاتا مگر صلح کے بعد مسلمانون کی تعداد کم نہین ہوئی بلکہ اسلام

کوشش کرتے ہین مگر آنحضرت نے یہی کہا کہ تم جاؤ اور اللہ تمہارے اور دیگر مسلمانون کیلیے کوئی اور راہ نکالیگا۔ پس بحالت مجبوری انکے ساتھ چلا راستہ مین جب ذوالحلیفہ کے قریب پہونچا تو اُسنے ایک کی تلوار لیکر ایک کا سر اُڑادیا۔ دوسرا شخص یہ دیکھکر بھاگ کھڑا ہوا اور آنحضرت کے پاس فریاد لیکر واپس پہونچا اسکے پیچھے پیچھے ابوبصیر بھی حاضر خدمت ہوے اور عرض کیا "یارسول اللہ آپنے اپنا عہد پورا کرلیا اور مین نے اپنے ایمان کی حفاظت کرلی ہے۔ آپ اپنے عہد سے میرے بارے مین بری ہوگئے ہین مجھے مدینہ مین رہنے کی اجازت دیجیے مگر آنحضرت نے اوسکی ایک بھی نہ سنی پس وہ اس خوف سے کہ آنحضرت اوسے دوبارہ قریش کے حوالہ کردینگے۔ بھاگ کر اوس جماعت مین ملگیا جنمین ابوجندل اور دوسرے نومسلمان شامل تھے۔ اس جماعت کی تعداد ستر تک پہونچگئی تھی ان لوگون نے قریش کے قافلے سے اپنا گذارا کرنا شروع کیا۔ آخر تنگ آکر اہل مکہ نے آنحضرت سے درخواست کی کہ ان نومسلمون کو مدینہ بلالین اور یہ فقرہ عہدنامہ سے خارج کردین۔

اور سخت زدوکوب کرنا شروع کیا اوس وقت وہ چیخ چیخ کر مسلمانون
سے مدد طلب کرنے لگا۔ مگر مسلمان مجبور تھے کیونکہ شرائط
معاہدہ کیمطابق وہ اسے پناہ نہین دے سکتے تھے ابوجندل
نے آنحضرتؐ سے درخواست کی کہ مین نے آپ کی خاطر
سخت سے سخت تکلیفین برداشت کی ہین مجھے پناہ دیجیے
مگر آپ نے عہدنامہ کا لحاظ کر کے صاف انکار کردیا۔
ناظرین۔ اسلام کی مقناطیسی قوت مین عجیب ہی اثر تھا
کہ اوسوقت ابوجندل اپنے باپ کے ساتھ واپس تو چلا
گیا مگر چند روز ہی کے عرصہ مین مکہ سے نکلکر بھاگ آیا۔ اور
مسلمانون کی اوس جماعت مین شامل ہوگیا جو مکہ سے بھاگ
کر ایک خاص مقام پر قائم تھی۔ آنحضرتؐ کو مکہ سے واپس
آئے کچھ روز گذرے تھے کہ ابوبصیر نامی ایک مسلمان مکہ
سے بھاگ آیا قریش نے اسکے پیچھے دو آدمی روانہ کرے
کہ آنحضرت سے مطابق شرائط صلح ابوبصیر کا مطالبہ کرین آنحضرت
نے ابوبصیر سے فرمایا۔ اے ابوبصیر ہم نے ان لوگون سے
معاہدہ کیا ہے اور ہم عہدشکنی نہین کرسکتے۔ لہذا تم واپس
جاؤ خدا تمھارے اور دوسرے مسلمانون کے لئے اور
کوئی راہ نکالیگا" ابوبصیر نے عرض کی" حضور بت پرست
مجھے ہر طرح کی ایذا دیتے ہین اور راہ راست سے برگشتہ کرینگی

مسلمانون کے خلاف بڑی داد شجاعت دی تھی اور بعد مین
اسلامی فتوحات مین بہت بڑا حصّہ لیا یہان تک کہ آنحضرت نے
اسکو سیف اللہ کا خطاب عطا فرمایا۔ اس حج اصغر کے کچھ عرصہ
بعد قریش نے اپنے شرطون کو توڑنا شروع کیا اور اون قبائل پر حملہ
کرنا شروع کیا جنسے آنحضرت کا معاہدہ تھا پس آپ نے بہتر سمجھا کہ مکہ فتح کرکے
آئے دن کے جھگڑے و انکا ہمیشہ کیلئے فیصلہ کردین اور اس غرض سے آپ
دس ہزار کی جمعیت لیکر مکہ کیطرف روانہ ہوئے ساتوین روز مکہ صرف ایک
پڑاو پر رہگیا مکہ مین اس خبر کے پہونچتے ہی ایک سناٹا سا چھا گیا اہل قریش
نے مشورہ کرکے ابوسفیان کو معاملہ طے کرنیکی غرض سے آنحضرت کے
پاس بھیجا۔ مکہ کا کمانڈر انچیف ابوسفیان جب اسلامی لشکر کے قریب پہونچا
پہر رات کا وقت تھا اور اسلامی لشکر مرالظہران کی چوٹی پر ڈیرہ ڈالے پڑا
تھا اور خیمونمین آگ جل رہی تھی۔ ابوسفیان پر ایک دہشت سی چھا گئی۔
اسلامی لشکر مین پہونچتے ہی اسکی پہلی ملاقات حضرت عباس سے ہوئی
اسنے آنحضرت سے ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا دوسرے روز صبح کیوقت
ابوسفیان خدمت نبوی مین حاضر کیا گیا آپ نے دریافت فرمایا اے ابوسفیان
کیا ابھی تک تیرے لئے وہ وقت نہین آیا کہ خدا کی وحدانیت اور میری
رسالت کا اقرار کرے آپ کے اس سوال مین عجیب اثر تھا کہ ابوسفیان
فوراً بول اوٹھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ اور مسلمان ہو کر مکہ واپس
گیا تاکہ آپ کے استقبال کے لئے شہر مین طیاری کرے۔

فتح مکّہ

جاء الحق وزہق الباطل

سنہ ۷ھ مین صلح حدیبیہ کے شرائط کے بموجب آنحضرت نے حج کا ارادہ کیا اور اپنے ساتھ دو ہزار مسلمانونکی جمعیت لیکر مدینہ سے نکلے آپکے مکہ مین داخل ہونیسے بیشتر قریش نے شہر خالی کر دیا تھا اور تین دن تک مسلمان ارکان حج ادا کرتے رہے شہر قریش سے خالی پڑا رہا۔ جلاوطن مسلمانون نے اپنے پرانے گھرونکو حسرت بھری نگاہون سے دیکھا۔ مکہ کی وہ گلی کوچے جہان انہون نے بچپن کا زمانہ گذارا تھا پھر دیکھنے کا موقعہ ملا۔ شہر سے باہر کوہ ابو قبیس کی چوٹی پر قریش کا ایک جمگھٹ دور سے اس نظارہ کو دیکھ رہا تھا آنحضرت کا اپنے ساتھیونکے ساتھ خانۂ کعبہ کا طواف کرنا اور پھر صفا و مروہ کے درمیان نہایت سرعت تیزی کیساتھ چلنا یہ سب وہ نظارے تھے جن کو قریش ابو قبیس کی چوٹی سے چمٹے ہوئے دیکھ رہے تھے تین دن کے بعد مسلمانون نے فوراً شہر خالی کر دیا اہل مکہ نے وہ نظارہ دیکھا تھا جس کو وہ کبھی نہین بھول سکتے تھے۔ قریش کے اکثر صاحب وقار لوگ اس اسلامی منظر اور آنحضرت کی پابندی معاہدہ سے نہایت درجہ متاثر ہوئے اور اکثر روساء مثلاً خالد بن ولید اور عمر بن العاص نے اسلام قبول کرلیا اول الذکر نے جنگ احد مین

کر چکنے کے بعد آنحضرت نے قریش سے مخاطب ہو کر کہا "اے اہل قریش کیا تم واقف ہو کہ مین کسطرح تمہارے ساتھ پیش آؤن گا" قریش نے جواب دیا۔ بھائی کیطرح اور مہربانی رحم و بخشش کیساتھ طبری لکھتا ہے کہ آنحضرت کا دل بھر آیا اور آنسوؤن کو ضبط کر کے فرمایا۔ مین تم کو وہی جواب دون گا جو یوسف نے اپنے بھائیون کو دیا لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین آج تم پر کچھ الزام نہین ہے اور اللہ تم کو بخشے وہی سب مہربانون سے مہربان ہے" بعد اسکے آپ کوہ صفا کی چوٹی پر تشریف لیگئے اور قریش نے جوق درجوق آکر آپ سے بیعت کرنا شروع کیا۔ اوسوقت کے سمان کا نقشہ قرآن شریف کی یہہ مندرجہ ذیل چھوٹی سی سورۃ نے صحیح صحیح کھینچا ہے۔

اذجاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا۔ جب اللہ کی مدد اور فیصلہ ہو پہنچ چکے اور تو نے اللہ کی دین مین فوج کی فوج داخل ہوتے دیکھا پس خدا کی تقدیس کر اور اوسکی حمد کر اور اوس سے گناہ بخشوا۔ بیشک وہ معاف کرنے والا ہے۔

یہ وہ وقت تھا کہ آنحضرت اپنے میشن کو عرب مین پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے گمراہی اور جہالت کے سیاہ ہولناک بادل پھٹ گئے تھے۔ اور سچائی کا آفتاب اپنی کرنون سے اس ایشیائی ریگستان کو منور کر رہا تھا۔ ضرور تھا

آنحضرت باحیثیت فاتح مکہ کیطرف چلے آپ اپنے اونٹ پر سوار تھے حضرت ابوبکرؓ آپ کے داہنے اور اسید آپ کے بائین طرف اور اسامہ آپکے پیچھے پیچھے جلوس مین ہمرکاب تھے اور آپ سورہ فتح تلاوت کرتے جارہے تھے انا فتحنالك فتحا مبینا تا آخر آپ نے مکہ مین داخل ہوکر کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور تمام تصویرون اور مورتون کو برباد کرنا شروع کیا اور اللہ اکبر کی صدا سے سارا کعبہ گونجا دیا تین سو ساٹھ ۳۶۰ بت خانہ کعبہ مین نصب تھے آپ ان کو توڑتے جاتے تھے اور یہ الفاظ ارشاد فرمارہے تھے جاء الحق وزھق الباطل وہ لوگ جنہون نے آپ کو گھر سے بے گھر کیا جنہون نے آپکو طرح طرح کی اذیتین دین جس قوم نے آپکی قتل کیلئے انعام مقرر کئے جو قوم آپ اور آپ کے ساتھیون کے خون کی پیاسی تھی جس قوم نے آپکو ہر طرحکی اذیت وتکلیف دی۔ آپکے سخت سے سخت دشمن آج آپ کے پورے قبضہ اختیار مین تھے مگر آپ اور آپ کے ساتھی جس خاموشی و امن کیساتھ شہر مین داخل ہوئے ہین اسکی نظیر ملنا نہایت دشوار ہی نہین بلکہ ناممکن ہے سوائے چار مجرمون کے تمام لوگون کی خطائین معاف کردی گئین لوگون کے سامنے وہ نظارا تھا جو دنیا کی تواریخ مین شاید ہی کہین واقع ہوا ہو۔ عرب کی تمام مفتوح قومین کعبہ کے چارونطرف کھڑے ہوئے سچائی کی فتحمندی اور حق کی جیت دیکھ رہی تھی، بتونکو مسمار

نمونہ کی اطاعت کی اور قریباً ۶ ہزار قیدی دم کے دم مین رہا کر دئے گئے

"آنحضرت اور امہات المومنین"

مخالفین اسلام نے کثیر ازدواجی کے سبب بانی اسلام کا جسقدر مضحکہ اڑایا ہے وہ بعید از تحریر ہے۔ یورپ مین ایک ایسا زمانہ گذر چکا ہے کہ لفظ مسلمان سے وہ شخص مراد ہوتا تہا کہ جسکی چار بیبیان ہون۔ کثیر ازدواجی کی رسم زمانہ قدیم سے مروج تہی اور اسلام نے اسمین اعلیٰ حد تک اصلاح کردی عرب اور دیگر قومون مین یہ رسم جسقدر برائی اور حیوانیت کیساتھ رائج تہی تواریخ شاہد ہے۔ تواریخ کے صفحے اولٹو تم کو پتہ لگیگا کہ تہریشیا اور لیڈیا وغیرہ یورپی اقوام مین کثیر ازدواجی کا کیا حال تہا۔ اور یورپ کے مختلف حصون مین ان قومون کا عورتونکے ساتھ کیسا برتاؤ رہا۔ یونانی اور خاصکر اتہانسیان قوم جو زمانہ قدیم مین تہذیب اور علمیت مین دیگر ہم عصر اقوام پر سبقت لیگئے تہے انمین کثیر ازدواجی کی رسم عام تہی اور بی بی مثل کہلونے یا کسی بازاری چیز کے سمجہی جاتی تہی سب سے بڑہکر ایک کی بی بی دوسرے سے قابل تبدیل خیال کیجاتی تہی۔ قوم اسپارٹا نے گرچہ ایک بی بی سے زائد خلاف قانون سمجہا مگر ایک عورت کو کئی خاوند رکہنے کا اختیار دیدیا تہا۔ فارس کی قومونمین رسم شادی نہایت ہی ذلیل طور پر رائج تہی کثیر ازدواجی کے سوا جس مین ہر شخص کو اختیار تہا کہ خواہ

کہ اوسکی کرنین دور دور تک پھیلتین - اور تاریکی کو فنا کرتی ہوئی
ایک عالم کو اپنی روشنی مین سچائی کی راہ دکھلاتی - پس اِس
عظیم الشان فتح کے بعد آنحضرت نے اپنے خاص صحابیون
کو عرب کے مختلف اطراف وجوانب مین اسلام کا پیغام لیکر بھیجا مکہ
کے قریب قبیلہ بنی حوازن وقبیلہ ثقیف نہایت زبردست قبیلے
تھے ان لوگون نے اطاعت سے انکار کیا - حنین کے قریب
آنحضرت صلعم نے ان کو شکست دی - ان مین بہت سے لوگ
جس مین قبیلہ ثقیف کے لوگ زیادہ تھے شکست کھا کر طائف
کو چلے گئے - آنحضرت نے طائف کا محاصرہ کیا - اور یہ وہی شہر
ہے جسنے آنحضرت پر پتھرون کا مینھ برسایا تھا اور اپنے اندر
جگھ ندی تھی - مگر آپ نے جب محاصرہ کے بعد طائف فتح
کر لیا تو نہایت نرمی سے اون کے ساتھ پیش آئے - ایک
روز صبح کے وقت آپ مع اپنے اصحاب کے نماز مین
مشغول تھے قبیلہ ثقیف کا ایک وفد خدمت شریف مین حاضر
ہوا اور عرض کیا - کہ "ہم آنحضرت سے التماس کرتے ہین کہ مسلمانون
سے اور مسلمانون سے ملتجی ہین کہ آنحضرت سے ہمارے
لئے سفارش کر کے ہماری عورتین اور لڑکین واپس دلادین"
آپ نے فرمایا جو اسیران جنگ میرے اور ابو طالب کے ہاتھ
آئے ہین ہین اونہین رہا کرتا ہون دوسرے صحابہ نے بھی آپکے

یہ رواج لوگون مین بالکل فطرتی بات خیال کیجاتی تہی - لہذا بانی اسلام نے بجائے ایکدم اس رسم کو قطعی منسوخ کر دینے کے اس کیساتھ ایک ایسی قید لگا دی کہ ہر کس و ناکس کیلئے ایک سے زائد بی بی کرنا مشکل ہوجائے - تاکہ جسطرح رفتہ رفتہ اخلاقی معیار زمانہ کے رفتار کے ساتھ کرتا جائے اور اسلام کی تعلیم اون کی روشنی مین زیادہ واضح ہوتی جائین اس رسم کی برائی بہی مشرح مبین ہوجائے قرآن شریف کی وہ آیت جہان کثیر ازدواجی کی اجازت پائی جاتی ہے وہ یہ ہے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۤءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا جو عورتین خوش آئین تم کو نکاح کرو دو دو تین تین چار چار پہر اگر خوف ہو کہ انصاف نہ رکہو سکوگے تو ایک ہی یا جو اپنے ہاتھ کا مال ہے اس مین لگتا ہے کہ ایک طرف نہ جہک پڑو - سورہ نساء اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ایک سے زائد شادی کرنیکا حق اوسی کو حاصل ہے جو عدل قائم رکھ سکے یعنی نہ صرف خورش و پوشش مین ہر بی بی کے ساتھ یکسان برتاؤ کر سکے بلکہ محبت مین ہر ایک کے ساتھ ایک ہی برتاؤ کرنے پر قادر ہو اب ہم اس رسم کے متعلق سائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مضمون کثیر ازدواجی کے ضمن مین نقل کرتے ہین "توریت کے عہد مین بیویون کے درمیان اسکی

جتنی بیبیان چاہے رکھ سکتا ہے اپنے عزیز و قرابتی
رشتہ دارون مین باہم شادی جائز سمجھی گئی یہودیون مین کثیر ازدواجی کی
رسم عام تھی اور شرعاً جائز بھی تھا۔ مگر اس قوم نے عورتونکے حقوق
کا خیال نہین رکھا۔ لڑکی اپنے باپ کی ملکیت ہوتی اور باپ
کو حق حاصل تھا کہ لڑکی کو بحالت صغر سنی بیچڈالے عربی قومون نے
تو عورتونکی حالت نہایت کمزور کر رکھی تھی انہین بھی شادی کے متعلق
کوئی خاص قوانین نہین تھے خاوند کو بی بی پر پورا قبضہ ہوتا اور عورت
اپنے باپ یا خاوند کی ملکیت تصور کیجاتی اور ایک بیوہ عورت مثل دیگر
جائداد کے اپنے بیٹے یا بیٹون کی وراثت سمجھی جاتی تھی حتی کہ عرب کی
اکثر قومون کے درمیان کثیر ازدواجی کے علاوہ عورت بھی ایک سے
زائد شوہر کرسکتی تھی مسیحی کلیسا کی حالت بھی شرمناکی سے بری
نہین ہے چنانچہ پولن صاحب تواریخ کلیسا مین سلکتے ہین کہ
حرامکاری کے خلاف کلیسا کی سخت جد وجہد کی باوجود اس امر کا
کافی ثبوت موجود ہے کہ افریقیہ اور فرانس کے مسیحیون مین یہ برائی
کثرت سے پھیل رہی تھی۔ اور جیروم کا کنوارہ رہنے کی تعلیم نے نہایت
ہی مضر رسان اثر پیدا رکھا تھا۔ غرضکہ ایسی حالت مین کہ عورتونکے
حقوق تلف کیئے جارہے تھے اور اونکی حالت نہایت ہی خراب
تھی اور رسم کثیر ازدواجی کامل طور پر مختلف قومون مین
جاگزین ہو چکی تھی۔ اور اوس زمانہ کے اخلاقی معیار کے مطابق

نے یہ خبر سنی فوراً بنی مصطلق کے تمام قیدی آزاد کر دئے اور اس روز
قریب سو خاندان کے رہا ہوے آپکی دوسری زوجہ حضرت میمونہؓ
تھین جو آپ کے قبیلہ اور خاندان سے تھین حضرت میمونہ کی عمر
قریب اکیاون ۵۱ سال کی تھی جب آپ کے نکاح مین آئین۔ اس
شادی کا نتیجہ تھا کہ ابن عباس اور خالد ایسے جری اور بہادر جرنل
حلقۂ اسلام مین داخل ہوے آپکی اکثر شادیون کے ذریعہ سے بہت
سے غربا و مساکین کو مدد پہونچتی تھی اور خود انکی بھی نہ صرف پرورش ہو جاتی
تھی بلکہ عورتون مین ممتاز اور قابل تعظیم ہو جاتی تھین چنانچہ حضرت سودہ
آپ کے ایک صحابی کی بی بی تھین یہ صحابی جلاوطنی کی حالت
مین ملک ابی سینیا مین انتقال کر گئے جسکے بعد حضرت سودہ
کیحالت نہایت خراب ہو گئی اور جب اون پر فاقہ کشی کی نوبت آ نیلگی
آپ نے اون سے شادی کر کے اونکی بڑی حمایت و مدد کی۔
اور ایک مقدس ذریعہ سے آپ اون کے حامی بنگئے حضرت عائشہ
کے ساتھ آپ کی شادی کے بارے مین جو بہ سبب
حضرت عائشہؓ کی کمسنی کے ہے اکثرون نے آپکو سخت مورد طعن
بنایا ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ ایسی شادی کا ملک مین عام رواج
تھا۔ اور کوئی اس کو قابل اعتراض نہین سمجھتا تھا۔ اور اس شادی
کے ذریعہ سے آپ نے اپنے رفیق یار غار حضرت ابوبکرؓ پر بڑا
احسان کیا اور سب سے بڑی بات قابل غور یہ ہے کہ ضروری

عام اجازت تھی اور اونمین یہ رسم مروج بھی تھی اور خاص خاص موقعون پر شریعت موسوی نے اسکا حکم دے رکھا تھا اگرچہ اناجیل اور خطوط مین اسکی ممانعت سوائے خادمان دین کے اور کسی کیلئے نہین پائی جاتی تاہم مسیحی کلیسیا نے ہمیشہ اس رسم کی ممانعت کی ہے اکثر ایسے مسیحی علماء بھی گذرے ہین جنھون نے اس عام مخالفت کے خلاف اپنی رائے قرار دی ہے" دیکھو سائیکلوپیڈیا برٹانیکا مضمون کثیر الازدواجی " پالیگامی"

بہرحال اب ہم آنحضرت صلعم کی شادیون پر ایک سرسری نظر ڈالین اور غیر متعصب نگاہ سے دیکھین کہ آپ کی کل شادیان کہانتک بے لوث اور ذاتی خواہشات سے بعید ہین آنحضرت کی کل شادیان ایک بڑی مصلحت پر مبنی نہین عرب جو مختلف قبیلون مین جدا جدا منقسم تھے اور ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ سے ذراسی بات پر تلوار چلانے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا ان کو آپسمین ملانے اور ایک دوسرے کو آپسمین بھائی بنانے کے لئے آنحضرت کی یہ مختلف شادیان کس حد تک کامیاب ثابت ہوئی ہین وہ حاجت بیان نہین چنانچہ جب بنی مصطلق پر آپ نے فتح پائی اور اسکے سردار حارث کی بیٹی جویریہ جو آپ کی قید مین تھی آزاد کردیا تو آپ کی رحمدلی دیکھکر اونسے خود آنحضرت صلعم کے ساتھ شادی کرلی جب صحابہ

اسلام کی تعلیم اور آنحضرت کے ذاتی افعال نے عورتون
کے حقوق نہایت وسیع کردے آپ نے جس قدر
بیوہ و ضعیف عورتون کی حمایت کی ہے۔ بیان بالا
سے بخوبی ظاہر ہے کہ عورتون کی حمایت اور
اور اون کی حق تلفی کے خلاف بکثرت
آیت قرآنی موجود ہین۔ چنانچہ سورہ نسا
۲ رکوع یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْہًا
وَلَا تَعْضُلُوْہُنَّ لِتَذْہَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْہُنَّ اے ایمان والو تم
کو حلال نہین ہے عورتون کو میراث مین زور سے لینا اور نہ
اون کو اسلئے بند کرو کہ جو کچھہ تم نے دیا ہے واپس لیلو۔ اسی آیت
کے بعد کا حصہ صاف صاف بتاتا ہے کہ عورتین صرف اسلئے نہین
کہ مرد صرف اونہین دل بہلاؤ یا کھلونے کے بطور رکھین اور جب
چاہین طلاق دیکر لگا دین بلکہ اون کے حقوق کے خیال رکھنے
کی خاص تاکید کی گئی ہے وَعَاشِرُوْہُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِہْتُمُوْہُنَّ
فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَہُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا اور عورتون کے ساتھہ معقول
گذران کرو اور شاید وہ تم کو نہ اچھی لگین تو ممکن ہے کہ تم کو کوئی چیز
پسند نہ آئے اور اللہ نے اسمین اور بہتیری خوبی رکھی ہو۔

احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ حضرت عائشہؓ سے لوگون کو پہونچا ہے
آپکی اس شادی کے ذریعہ مسلمانون کو زوجہ و خاوند کے تعلقات اور
باہمی برتاؤ کے بارے مین تعلیم دینے کا ذریعہ ازدواج مین صرف
حضرت عائشہؓ خصوصیت کیساتھ اسلئے بن سکین کہ آپ زمانہ
کمسنی سے لیکر تا زمانہ وفات آنحضرت کی غمگسار رہین۔ اور زیادہ تر
وحی آپ ہی کے حجرہ مین نازل ہوئی۔
آنحضرتؐ پر اعتراض کرنے والون کو ایک بات بخوبی ذہن نشین کرلینا
چاہئے کہ آپ جب عالم شباب مین تھے تو صرف ایک بی بی پر
کفایت کی اور وہ بھی آپ کے سن مین کہین زیادہ تھین اور
آپکی دیگر ازدواج اکثر بیوہ اور مسکین تھین کیا اس سے یہ ظاہر
نہین ہوتا کہ خواہشات نفسانی آپ کے مطیع تھے اور آپ
نے کسی خواہش نفسانی کے غرض سے دوسری شادیان نہین
کی جب ہم عہد قدیم کے لوگون کو اون کے کثیر ازدواج کے سبب
قابل ملامت اسلئے نہین ٹھہراتے کہ اون کے زمانہ مین اسکا
رواج تھا اور اون کا اخلاقی معیار اس کو برا خیال نہین کرتا تھا
تو کیا وجہہ ہے کہ ہم آنحضرت کے زمانہ کی حالت بھول جائین
اور عرب کے اخلاقی معیار کو خیال مین نہ لائین۔ غرضکہ ہر انصاف
پسند شخص ذرا سی غور و تامل کے بعد بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرتؐ
کی شادیان متعدد رسمی اور شہوانی غرض سے نہ تھین۔

تک منع کر دیا۔ اور پھر مسیحی و موسوی کے بارے مین مسلمانون
کو حکم کر دیا دلا تجادلوا اھل الکتاب۔ اہل کتاب سے
جھگڑا مت کرو۔ اور دوسری قومون کے متعلق کہ کسی قوم کو دوسری
قوم پر کوئی خاص خصوصیت نہین ہے فرمایا۔ ان من امة
الا خلا فیھا نذیر کوئی ایسی قوم نہین جس مین ڈرانے والا نہ آیا ہو
گرچہ اس اخوت اور یگانگت کی اعلی تعلیم کی حمایت مین اسلام
کو اپنے مخالفین کا مقابلہ تلوار سے کرنا پڑا مگر مذہبی آزادی اور
حریت کی آواز سے دنیا کو گونجا دیا۔ یہی وہ راز تھا جس نے صدیون
کے مظلوم رعایا کو ان کا دوست بنا دیا۔ اور تھوڑے عرصہ مین
دنیا کے ایک بڑے حصہ پر اسلامی نشان لہرانے لگا اون
غیر مسلم رعایا کے متعلق جو اسلامی سلطنت مین آباد ہون۔
آنحضرت نے یہ احکام نافذ فرمائے جو پہلے نجران اور اوس
کے آس پاس کے مسیحیون کے لیے ارشاد فرمائے گئے تھے
مگر مابعد غیر مسلم رعایا یعنے ذمیون کے ساتھ برتاو کے متعلق
اسلامی قانون مین داخل ہوگیا۔

"اون کے جان مال کی حفاظت کیجائیگی اون پر
کوئی دشمن حملہ کریگا تو اون کی مدافعت کیجاویگی۔ اون کو اون
کے مذہب سے برگشتہ نہین کیا جاویگا۔ اون کے پرانے
حقوق برقرار رکھے جائین گے کوئی لشب یا کاھن یا

اسلام کا احسان دنیا پر

اور اسلام پر ایک آخری نظر

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

دنیا مسیح ناصری کی اعلی التعلیم کو تقریباً فراموش کر چکی تھی۔ دولت اور سلطنت کے نشہ نے دنیا کو بیخود کر رکھا تھا۔ مذہب کے پردے مین عیش دولت اور شوکت کی پرستش کیجا رہی تہی۔ دنیا کے سلطنتون پر تاریکی چہا رہی تہی۔ خدا کے بندے مصیبت اور سختی مین مبتلا تھے۔ وحشی مسئلہ بقائے اقوی سلاطینون کے طرز حکومت کا اعلی اصول تہا مشرق و مغرب مین کمزورون کے حقوق زبردستی چھینے جا رہے تھے۔ مذہبی تعصب نے دنیا کو اندہا کر رکھا تہا۔ مذہبی اختلافات کا فیصلہ تلوار کے ذریعہ کیا جاتا تہا۔ ایک گروہ دوسرے گروہ کا اسلئے جانی دشمن تہا کہ اون سے مذہبی عقیدون مین کچھ فرق تہا۔ کہ یکایک عرب کے ریگستان سے صلح اور اتفاق کی آواز سنائی دی۔ یا ایہا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منہم۔ اے ایمان والو کسی دوسری قوم کا مذاق مت کرو شاید اون مین کوئی بھلائی ہو۔ یہ وہ آواز تھی جس نے خون ریزی تو درکنار دوسری قوم کا مذاق مسخر اوڑانا

اسلام نے غیر مسلم کے مذہبی احکام کا جو لحاظ کیا ہے اس
کے متعلق فقہ کا یہ مسئلہ ایک اعلیٰ ثبوت ہے۔ کہ اگر
کوئی عیسائی ایک گرجہ بنانے کی وصیت کر جائے تو
یہ وصیت جائز سمجھی جائے گی اور اگر مسجد بنانے کی وصیت
کر جائے تو اسلامی عدالت اس کو نا جائز سمجھے گی۔ اسلام
نے مذہبی آزادی غیر قومون کو اوس زمانہ مین دی ہے
جبکہ مذہبی آزادی کا زمین پر پتہ بھی نہ تھا۔ مسیحی قومون
نے یہودیون اور دیگر قومون کو نہایت ذلیل کر رکھا تھا
سب سے بڑا اسبق جو مسیحی سلطنتون نے اسلام سے
سیکھا ہے وہ مذہبی آزادی ہے۔

اسلام نے نہ صرف اپنی مفتوح رعایا کے مذہبی
حقوق کا خیال رکھا ہے۔ بلکہ اون کو ہر معاملات مین
مساوی درجہ دیا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر قصاص یعنی
قتل و خون کے بارے مین فاتح و مفتوح کے حقوق
برابر خیال کئے گئے ہین۔ چنانچہ حضرت علیؑ کا قول اس
پر شاہد ہے من کان له ذمتنا فدمه بمنا ودیته کد تینا
یعنے جو لوگ ہمارے ذمی ہین اون کا خون
ہمارا خون اون کا خون بہا ہمارا خون بہا ہے" سلطنت و
رعیت کے تعلقات زمانہ آنحضرت کے بعد قائم ہوئے

پادری اپنے عہدہ سے برطرف نہین کیا جائیگا۔ ہر ایک اپنے اپنے عہدہ پر بحال رہیگا۔ کوئی مورت یا صلیب نہین توڑی جائیگی۔ نہ وہ کسی پر ظلم کرنے کے مجاز ہون گے اور نہ اون پر ظلم کیا جاویگا اون سے اون کے مال کا دسوان حصہ نہین لیا جاویگا۔

عربی فاتحون نے مندرجہ بالا احکام کی تعمیل نہ صرف مسیحی قومون کے ساتھ کی ہے بلکہ ہندوستان مین بھی جب عربون نے محمدؐ قاسم کے ماتحتی مین سورت پر حملہ کیا اور داہر کی سلطنت پر فتح پائی تو برہمنون اور مندرون کے متعلق خلیفہ کو لکھ بھیجا۔ خلیفہ کا جواب آتے ہی تمام مندر ہندوؤن کو واپس کر دے گئے پوجاری و برہمن اپنی اپنی جگہ پر بحال کر دئے گئے۔ اور ہر قسم کی مذہبی آزادی اون کو دی گئی۔ خاص خزانہ عامرہ سے برہمنون مندرون وغیرہ کی استعانت کی جاتی۔ اور اون کے تمام مذہبی امور کی تعمیل کرنے کی اونہین پوری پوری آزادی عطا کی گئی۔ بلکہ ہر طرح اون کی حفاظت کی جاتی۔ اسی طرح جب خالد نے زمان خلافت حضرت ابوبکرؓ مین حیرہ پر قبضہ کیا تو یہ معاہدہ لکھدیا۔ "ان کے گرجے برباد نہ کئے جائین گے اور نہ اون کو سنکھ بجانے سے روکا جائے گا۔ نہ عید کے دن صلیب لگانے سے انہین منع کیا جائے گا"۔

اور بانی مسیحی تھے۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو
پہلا مسئلہ یہی پیش کیا گیا۔ کہ عبید اللہ کی نسبت کیا
کرنا چاہیئے۔ تمام صحابہ نے یہی رائے دی کہ آپ کو قتل
کردینا چاہیئے۔ بعض مصلحتون کی وجہ سے حضرت عثمانؓ
عبیدہ کے نسبت صحابہ کے فیصلہ کی تعمیل نہ کرسکے۔ مگر
آپ نے تینون مقتولون کا خون بہا دلا دیا۔ اسلامی
تواریخ ایسی نظیرون سے پر ہین۔ غرضکہ بانی اسلام نے
اوس تاریک زمانہ مین ایسی روشنی پہیلائی کہ جس کی
شعاعین دور ودراز تک پہیلین اور عرصہ تک قائم رہین
یہان تک کہ اوس عرب کے ریگستان سے نکل کر بڑہتے
بڑہتے ایسی ترقی کی کہ ایشیا سے یورپ تک چکا چوند مچادیا
ہر شہرون مین مدرسے قائم کئے کالج کہولے۔ بغداد مین
مدرسہ نظامیہ مع اور تیس کالجون کے لاکھون روپیہ
کے صرفہ سے تعمیر کیا تو افریقہ مین مدارس اور کالج کی
بے نظیر عمارتین قائم کرکے یورپ وایشیا کو علم کے سلسلہ
سے وابستہ کر دیا۔

مورخ گبن کی تحقیق کے مطابق یورپ کے
زمانۂ جہالت مین سب سے پہلا مدرسہ فن جراحی کا
مغرب مین مسلمانون نے قائم کیا۔ لیکن بڑی بڑی درسگاہیں

اسلیئے آپ کے بعد تواریخ مین بیشمار ایسی نظیرین ملین گی جن سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے مساوات کو قائم رکھا ہے۔ زمانہ خلافت حضرت عمرؓ مین ایک مسلمان نے حیرۃ کے ایک مسیحی کو مار ڈالا تھا۔ جب حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی آپ کے ارشاد کے بموجب قاتل مقتول کے وارثون مین سے ایک کے حوالہ کر دیا گیا۔ جس نے اوس کو قتل کر دیا۔
اسی طرح حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین ایک صحابی نے کسی یہودی بار بچہ کے کرتب کو شیطان کا اثر سمجھ کر اسے قتل کر ڈالا۔ گورنر ضلع نے فوراً قصاص مین صحابی کو گرفتار کیا اور قتل کے لئے قید کر دیا داروغہ جیل کو ترس آیا اور اون کو چپکے سے نکال دیا۔ گورنر کو جب اسکی اطلاع ہوئی یہودی کے قصاص مین حکم شرعی کے لحاظ سے داروغہ جیل کی گردن ماری۔ دوسرا بڑا واقعہ جو اس مسئلہ پر روشنی ڈالتا ہے وہ حضرت عمرؓ کی شہادت کا واقعہ ہے۔ حضرت عمرؓ کا قاتل ایک مجوسی النسل مسیحی تھا۔ جب حضرت عمرؓ کے بیٹے عبیدہ کو اس کی اطلاع ملی۔ آپ تلوار ہاتھ مین لیکر نکلے اور فیروز کے بیٹے اور جفینہ وہرمزان کو جن پر سازش کا شبہہ تھا قتل کر دیا۔ ان مین صرف ہرمزان مسلمان ہو گیا تھا

انکے دربار کا میر منشی ایک مسیحی تھا اور ضلع حمص کی کلکٹری ایک دوسرے مسیحی کے سپرد تھی منصور کے عہد سلطنت مین بہت سے غیر مسلم لوگ بڑے بڑے عہدون پر مامور تھے - اور بہتیرے مسیحی و مجوسی علما بڑی بڑی تنخواہون پر علمی کامون کیلئے مقرر تھے چنانچہ اسکے دربار کا افسر الاطباء جارج بن جبریل تھا یہ پہلا شخص ہے جسنے دولت عباسیہ مین طب کی تصنیفات عربی مین ترجمہ کین دوسرا مسیحی مترجم بطریق تھا جسنے بقراط اور جالینوس کی تصنیفات کا ترجمہ کیا منصور کے دربار مین ہندوستان کا بڑا ریاضی دان عالم بغداد مین آیا اور سنسکرت کی مشہور زیج جسکا نام سدہانتا ہے منصور کیخدمت مین پیش کیا - مذہبی تحقیقات کیلئے منصور نے عام اجازت دے رکھی تھی -

قبل زمانہ اسلام مانی مذہب کے پیرو ادہر اودہر مارے مارے پھر رہے تھے اسلام کے آتے ہی یہ فرقہ بھی عراق واپس آیا اور بہتیری کتابین مانی کی تائید مین لکھی گئین - اسلامی تواریخ ایسے بیشمار واقعات اور کارنامے سے پڑ ہین جنکو دیکھتے ہوئے ہم کو اسلام ایسی بھیانک اور خوفناک شکل مین نظر نہین آتا جیسا کہ متعصب مصنفون نے اکثر دنیا کے سامنے پیش کرنیکی کوشش کی ہے - سچ پوچھو تو اسلام کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیائے مغرب اپنی صدیون کی برائیون سے آگاہ ہو کر جاگ اوٹھا - اور آج اوسکو ہر امر مین مساوات کا فخر حاصل ہے اس زمانہ مین جبکہ مغربی اقوام نے آزادی اور مساوات کا ہر چہار طرف ڈنکا بجا رکھا ہے

بغداد - قاہرہ - حلب - مصر - دمشق - قسطنطنیہ وغیرہ مین تھین
یہ تمام شہر اسلامی دنیا کے آکسفورڈ و کیمبرج تھے ان مدرسو
کے پیچھے لاکھون روپیہ خرچ ہوتا تھا اور ہزارون طالب علم بلا
کسی فیس وغیرہ کے تعلیم پاتے تھے بیشمار ایسی درسگاہین
بھی تھین جن کے بورڈنگ مین اذن عام تھا کہ جو شخص کہین
سے بطلب علم آئے اوس کو مکان - خوراک - حمام - ہسپتال سب
کچھ مہیا ملیگا - چھٹی صدی ہجری مین عام حکم تھا کہ جو شخص کوئی
مدرسہ قائم کرے اوس کو تمام مصارف خزانہ شاہی سے ملینگے اور
مغربی طلبا کے لئے خاصگی سات باغ اور کچھ زمین وقف تھی
جس کی سالانہ آمدنی پانچ سو اشرفیان تھین -

ان تمام مدرسون کے لئے بیشمار کتابین ترجمہ کی
گئین اور لاکھون کی تعداد مین کتابین اونھون پر لدکر دنیا
کے ہر گوشہ سے آنے لگے - اور علما کے متعلق بھی کوئی مذہبی
تفریق نہین کی گئی - بلکہ ہر مذہب کے علماء علمی کتابون کے
ترجمہ کرنے یا تصنیف کرنے مین حصہ لیتے تھے اور ہر ایک
کیساتھ مساوات کا برتاو کیا جاتا تھا - حضرت عمرؓ کے عہد خلافت
مین جب مصر فتح ہوا تو وہان مشہور یونانی فلاسفر جان یا یوحنا موجود
تھا - مصر کے گورنر عمرو بن العاص نے اسکی نہایت قدر و عزت کی
اور اسکی علمی تقریرین سنکر نہایت خوش ہوتا - امیر معاویہ کے عہد مین

آیا کہ بگڑی ہوئی مسیحیت کیلئے سدھارنیکا باعث بنے اسلام کا آنا
منشائے ایزدی کے مطابق تھا اسلام کا ایک میشن تھا اور ضرور
تھا کہ اسلام دنیا کے ہر گوشہ مین پھیل کر اوس میشن کو پورا کرتا یہ اسلام
ہی کی ٹھوکر تھی کہ جسکے لگتے ہی یورپ چونک پڑا اور اسکی ساری حقیقت
اسپر کھل گئی۔ آزادی اور مساوات کا دم جو یورپ آج بھر رہا ہے
زمانہ اسلام سے پیشتر یورپ مین معدوم تھے۔ اسلام نے یورپ
کی آنکھہ کھولدی اور بتادیا کہ آزادی اس کا نام ہے اور مساوات
اسکو کہتے ہین۔ تاہم مذہبی آزادی کے معنی یورپ مین یہ نہین
ہے کہ مسیحیت مین مساوات اور اخوت کا برتاؤ برتا جائے بلکہ
اعلی مذہبی عہدون پر ترقی صرف مغربی قوم کے لوگ پا سکتے ہین۔
غیر ملک کے مسیحی کو ہمیشہ یوروپی میشن کے ماتحت رہنا چاہیے
اور تمام اعلی تقرر مغربی کلیسیا کے ہاتھ مین ہو۔ اسلام نے مسیحیت کو
بت پرستی کی اتھاہ گڑھے مین گرنیسے بچالیا۔ جبکہ پوپ نائب مسیح بنکر بدعت
اور جھوٹی تعلیم کا بانی اور منبع بنا ہوا مسیحی دنیا پر حکمران تھا اسلام نے نعرہ
توحید سے قصر روم مین ہلچل مچادی اور بہتون نے اس کی روشنی مین
پوپ کے بنائے ہوئے جہنم کے خوفناک راستہ کو دیکھا اور کلیسیا
روم سے پروٹسٹ کرتے ہوئے بھاگے اور پروٹسٹنٹ کے نام سے
نامزد ہوئے۔ ہزارون لاکھون خدا کے بندے پوپ کے قہر کا شکار ہوئے اور
اسلام نے یوروپ مین وہ روشنی چمکائی کہ چارون طرف چکاچوند مچلگئی

اگر ہم اون مفتوحہ ممالک پر نظر کرین جو ان کے زیر حکومت ہین وہ آزادی اور مساوات جو اسلام نے اپنی مفتوح قوم کو دے رکھا تھا معدوم نظر آئینگے مسلمان خلفاؤن کی سرپرستی مین بیشمار غیر مسلم عالم اور مترجم بڑے بڑے عہدونپر ممتاز تھے اور انکو ہر طرح کی آزادی حاصل تھی اور انکو وہی حقوق حاصل تھے جو اسلامی علماؤن کو ملتے تھے۔ کوئی کسی صوبہ کا گورنر تھا تو کوئی کسی خلیفہ کا وزیر یا ندیم ایک محکمہ طبابت کا افسر تھا تو دوسرا محکمہ علمیہ کا سردار تھا غرضکہ جسقدر آزادی کیساتھ مسلمان تمام عہدون پر ممتاز کیے جاتے تھے اوسی آزادی کیساتھ غیر مسلم کے سامنے بھی ترقی کا دروازہ کھلا رہتا تھا آج مغربی قوم نے مذہبی محکمہ کو پولیٹکل محکمہ سے علیحدہ کر رکھا ہے اور دوسرے لفظونمین ملکی معاملات مین مذہب کی گنجایش نہین رکھی گئی ہے۔ یعنے ملکی پالیسی کے مذبح پر مغربی اقوام نے مذہب کی قربانی چڑہاکر اسکا نام مذہبی آزادی رکھا ہے۔ اسلامی عہد مین اگر کوئی شخص اسلام قبول کرلیتا تو مذہبی عہدہ پر انتہائے عہدہ تک ترقی کرسکتا تھا مگر آج مذہب کے اعلی عہدون پر نئے مسیحیون کو ترقی دینے سے یورپ کو اعتراض ہے۔

اس مختصر رسالہ مین گنجایش نہین کہ ان تمام باتون کا ذکر بہ تفصیل کیا جائے جو اسلام نے دنیا کو سکھایا ہے غرضکہ اسلام ایک روشنی تھی جو عرب کے ریگستان سے نکلی آزادی اخوت و مساوات کا سبق سکھاکر دنیا سے کافور ہوتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ اسلام دنیا مین

فرصت ملی ہے یہ غریب اور حلیم شخص عرب کا سلطان اور بانی اسلام
ہے۔ جسکے ہزارہا جان نثار اپنی جان اوسکے ایک نقطہ پر قربان
کر دینے کو طیار ہین مگر انکو کسی دنیاوی جاہ وجلال کی پرواہ نہین
اپنی بے لوث زندگی مین اسکا ایک ہی مقصد ہے اور اوسکے تمام
عملی کارروائیون اور تدبیرون کا ایک ہی مرکز ہے یعنی "صداقت اور
اوسکی اشاعت مین کسیطرح دریغ نہ کرنا" وہ کونسی ایسی کشش اور
قوت اسمین ہے جس نے اسکے تمام دشمنون کو آن کی آن مین
اسپر جان قربان کر دینے کو آمادہ کر دیا ہے۔ لوگ صریحًا اسے اپنا جوتا
مرمت کرتے اور اپنے کپڑون پر پیوند لگاتے ہوئے دیکھتے ہین مگر
جب یہ اپنے خیمہ سے نکلکر لوگون کو حق کی حمایت کیطرف بلاتا ہی
سیکڑون ہزارون اسکے چارونطرف جمع ہو جاتے ہین اور یہ بحیثیت
کمانڈر انچیف انکو میدان جنگ مین لیجاتا ہے۔ یہ اون مین یعنی
عرب کے جاہل ضدی اور متعصب قوم کے درمیان چلتا اور پھرتا
ہے اور وہ اسکی روزانہ زندگی سے واقف ہین مگر جب وہ ان کے
سامنے اپنا پیغام لیکر جاتا ہے سیکڑون بلکہ ہزارون اپنی گردنین
اسکے سامنے خم کر دیتے ہین۔ اسکے زندگی کا آخر خاتمہ ہو جاتا ہے
مگر اسکے بہت سے پیرو جو اسکے ساتھ بچپن سے رہ چکے ہین
اور اوسکی تمام زندگی دیکھ چکے ہین۔ اسکی موت کا یقین نہین کرتے
چنانچہ حضرت عمرؓ فورًا تلوار لیکر کھڑے ہو جاتے ہین اور کہتے ہین

اور مذہبی دنیا ایک دوسرے مین تمیز نہ کر سکی اور آپسمین ہر ایک
برحق ہونیکا دعوی کرتے ہوے لڑنے مرنیکو تیار ہو گئے غرضکہ سیکڑون
مسیحی دوسرے مسیحی کے ہاتھ سے آگ اور تلوار کی نظر چڑہائے جانے لگے
آخر مارٹین لوتھر اوٹھ کھڑا ہوا اور اوسپر الزام لگایا گیا کہ مسیحیت کے پیروؤن
مین یہ اسلام پہیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔
صداقت کسی قوم یا ذات کی اپنی ملکیت نہین بلکہ صداقت
عالمگیر شے ہے کسی مذہب یا قوم کی صداقت صرف اوسی قوم کے
افراد کیلئے محدود نہین بلکہ اگر وہ صداقت صداقت کے نام سے موسوم ہونیکے لائق
ہے۔ تو ہر قوم کے ہر افراد کا اوسپر اتنا ہی دعوی ہے جتنا کہ اوس مذہب
کے پیروون کا جس مین وہ صداقت پائی جاتی ہے مثلاً مسئلہ صداقت
جر ثقیل نہ صرف نیوٹن اور اوسکی ہم قوم کیلئے ہے بلکہ دنیا کے ہر
افراد کے لئے ہی جو اوس کو سمجھتا اور تسلیم کرتا ہے۔ اسیطرح اسلام کی
صداقت صرف عرب کی قوم کے لئے محدود نہ تھی بلکہ مثل دیگر صداقتون
کے اسکے لئے امر لازمی مین تھا کہ عرب کے ریگستان سے نکلکر
اقصائے مشرق سے انتہائے مغرب تک منور کردے۔ اسلام
کا پھیلنا شمشیر سے نہین بلکہ اپنی فضیلت اور صداقت سے ہے
عزیز ناظرین - آؤ ہم ایک آخری نظر اوس دلفریب صورت
پر کرین وہ جو اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا اپنے بیشمار پیوند لگے ہوئے
چغہ مین پیوند لگا رہا ہے اور ابھی اپنی جوتی درست کرکے اوسے

جسنے کہا کہ آج محمدؐ نے انتقال کیا مین اوس کا سرتن سے جدا کرونگا
ہان یہ زمین مین دفن کر دیا جاتا ہے۔ برس اور برس کے بعد صدیان
گذر جاتی ہین مگر اسکے نام مین تاثیر ابتک وہی پائی جاتی ہے لوگ
اسکے نشان کے چارون طرف جمع ہوتے ہین اور اوسکے نام کا
نعرہ مارتے ہوئے عرب کے ریگستان سے نکلتے ہین اور کوچ
کرتے ہوئے ایک ملک کے بعد دوسرا ملک ایک اقلیم سے دوسرے
اقلیم تک فتح کرتے ہوے اور صداقت کا نشان اوڑاتے ہوے
بڑھتے ہین۔ فتحیابی کا زمانہ گذر جاتا ہے۔ زمانہ کا انقلاب ان
فتحیابیون کے سر سے کامیابی اور عروج کا سہرہ چھین لیتا
ہے۔ مگر واہ رے بانی اسلام کہ ابتک اوسکے نام مین وہی
کشش پائی جاتی ہے۔ غریب سے امیر بادشاہ سے فقیر تمام اوسکے
نام لیوا ہین۔ ہر ایک ابتک اوسکے نام پر اپنی جان دینے کو مستعد
ہے۔ وہ کونسی شے اوسمین تھی اور کونسی شے دنیا مین اپنے
بعد چھوڑ گیا جس نے دنیا کے اتنے بڑی آبادی کو باوجود انقلابات
زمانہ کے اپنا گرویدہ کر رکھا ہے۔ اس کا جواب بلا کسی روک
ٹوک کے بے اختیار دل سے یہی نکلتا ہے۔ یعنی

"صداقت اور صداقت اسلام"

تمام شد